سلام وقیام کے موضوع پر سنی و دیوبندی علماء کے درمیان فیصلہ کن مناظرہ کی روداد

قصبہ پیہار کا فیصلہ کن مناظرہ

مرتب اول

ادیب اعظم نیپال

مفتی مصلح الدین قادری رضوی برہانی



تحقیق تخریج وترتیب جدید

مولانا محمد فضل یزدانی امجدی رضوی

ناشر: **فخر ملت فاؤنڈیشن**، حالیہ پتہ: دوحہ قطر

وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبٰطِلُ اِنَّ الْبٰطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا

سلام وقیام کے موضوع پر سنی و دیو بندی علما کے درمیان فیصلہ کن مناظرہ کی روداد

قصبہ پر یہار کا فیصلہ کن مناظرہ

مرتب اول

ادیب اعظم نیپال مفتی مصلح الدین قادری رضوی برہانی صاحب

تحقیق، تخریج تقدیم و ترتیب جدید

مولانا ابو رضوانی محمد فضل یزدانی رضوی امجدی

ناشر

فخر ملت فاؤنڈیشن، حالیہ پتہ: دوحہ، قطر

جملہ حقوق بحق مرتب و ناشر محفوظ

نام کتاب : پر یہار کا فیصلہ کن مناظرہ

مرتب اول : ادیب نیپال حضرت علامہ مفتی محمد مصلح الدین برہانی صاحب

مرتب ثانی : حضرت مولانا محمد فضل یزدانی صاحب امجدی

پروف ریڈنگ : مولانا محمد رحمت علی رضوی

کمپوزنگ : مولانا علاؤالدین امن رضوی

طبع قدیم : ۱۹۷۸ء

طبع جدید : ۲۰۱۷ء

تعداد : ۱۱۰۰ (گیارہ سو)

ضخامت : ۶۴ صفحات

قیمت : ۲۵ روپے (نیپالی)

ناشر : فخر ملت فاؤنڈیشن، حالیہ پتہ دوحہ قطر

ملنے کے پتے

(۱) دارالعلوم قادریہ مصباح المسلمین علی پٹی مہوتری نیپال (۲) دارالعلوم محمدیہ برکاتیہ بھر پورہ مہوتری نیپال

(۳) مدرسہ حنیفہ برکاتیہ جانکی نگر جنک پور دھام دھنوشا نیپال (۴) جامعہ مظہر العلوم گلاب پور کٹیا نیپال

(۵) خانقاہ قادریہ رضویہ برہانیہ مصلحیہ سسوا کٹیا گلاب پور نیپال

(۶) جامعہ اسلامیہ کلیمیہ براہی سرسنڈ سیتامڑھی بہار انڈیا

(۷) جامعہ حبیبیہ اسلامیہ لعل گوپال گنج الہ آباد یوپی

شرف انتساب

میں اپنی اس کاوش کو

اپنے غلاموں کے درود وسلام کو سماعت اور قیام تعظیمی کو ملاحظہ فرمانے والے آقا و مولا سید الانبیا حبیب خدا ﷺ اور آپ ﷺ کے ازواج مطہرات امہات المؤمنین اور آپ کے اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم

و

خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین

و

ائمہ مجتہدین امام اعظم، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہم اجمعین

و

حضور غوث اعظم جیلانی، حضور خواجہ معین الدین چشتی اور امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہم اجمعین

و

جملہ اکابرین اہل سنت خصوصاً قطب نیپال حضرت علامہ حافظ زاہد حسین معروف بہ زاہد ملت علیہ الرحمہ

و

میرے مورث اعلیٰ حاجی برکت اللہ صاحب مرحوم ومغفور وجد امجد حاجی عبد الرحیم صاحب مرحوم ومغفور

و

میرے والدین کریمین اور تمام اساتذۂ کرام کے نام

گر قبول افتد زہے عز وشرف

العارض

فقیر ابو رضوانی محمد فضل یزدانی رضوی امجدی

دعائیہ کلمات

قائدِ اہل سنت، امینِ شریعت، تاجدارِ نیپال، عمدۃ المحققین، قاضی القضاۃ، مفتی اعظم نیپال، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، عطاے حضور حافظِ ملت، پاسبانِ مسلک اعلیٰ حضرت، فخرِ ملت، آبروے اہل سنت، فخرِ نیپال حضرت علامہ مفتی محمد اسرائیل قادری برکاتی رضوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم قادریہ مصباح المسلمین علی پٹی شریف، مہوتری نیپال و صدر آل نیپال سنی جمعیۃ العلما

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عقائد اہل سنت و جماعت اور معمولات اہل سنت جو قرآن و سنت سے ثابت ہیں جن پر تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین و محدثین، علماے عظام، صوفیا، صلحا اور اولیاے کرام پابند و کاربند رہیں۔ اِدھر تقریباً دو سو سال سے عقائد باطلہ والے اہل سنت کے مخالفین و معاندین مثلاً وہابیہ و دیابنہ اس کے خلاف نبرد آزما ہیں اور گاہے بہ گاہے میدان مناظرہ میں آتے رہتے ہیں نتیجتاً انہیں شکستِ فاش اور رسوائی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا اور اکثر راہِ فرار اختیار کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہوتا۔ آج سے بہت پہلے ضلع سیتامڑھی بہار کے شمالی علاقہ میں واقع قصبہ پریہار کی سرزمین پر دیوبندی مولوی ظہیر الدین سے سلام وقیام کے موضوع پر مناظرہ ہوا تھا جس میں اہل سنت کی جانب سے صدر مناظر کی حیثیت سے **حضرت العلام مفتی محمد مصلح الدین قادری برہانی زید مجدہ، شیخ الحدیث وصدر مفتی جامعہ حبیبیہ اسلامیہ لعل گوپال گنج الہ آباد** تشریف فرما تھے جو ایک باصلاحیت عالمِ دین، خطیب شہیر اور بہت ساری کتابوں کے مصنف ہیں اور اصل مناظر کی حیثیت سے **مناظرِ عالَمِ اسلام، قائد اہل سنت، شیر اعلیٰ حضرت، مفکر اسلام حضرت علامہ مفتی عبدالمنان کلیمی صاحب مدظلہ، بانی و سربراہ اعلیٰ اسلامیہ کلیمیہ**

یونیورسٹی، ملت نگر براہی سرسنڈ ضلع سیتامڑھی بہار، جلوہ بار تھے جن کی علمی صلاحیت اور حاضر جوابی مسلم ہے۔ آپ نے دلائل قاہرہ سے سلام و قیام کے جواز اور مستحسن ہونے کو ایسا ثابت فرمایا کہ دیوبندی مولویوں کے چھکے چھوٹ گئے اور دانت کھٹے پڑ گئے۔ بعد مناظرہ مفتی مصلح الدین قادری برہانی جو صدر مناظر تھے انہوں نے روداد مناظرہ ایک کتابچہ کی شکل میں بنام'' **قصبہ پریھار کا فیصلہ کن مناظرہ** '' منظر عام پر لایا جو علاقے میں تقسیم بھی ہوئی مگر اس وقت یہ کتابچہ ناپید ہو گیا ہے۔

تقاضاے وقت کے پیش نظر میرے نور نظر لخت جگر مولانا محمد فضل یزدانی رضوی امجدی سلمہ الباری اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود قطر میں رہ کر بڑی ہی محنت و مشقت سے تحقیق و تخریج اور ترتیب جدید کے ساتھ اس روداد مناظرہ کو دوبارہ منظر عام پر لانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ ساتھ ساتھ ایک طویل اور زبردست مقدمہ کا اضافہ کیا ہے جس سے کتاب مزید اہمیت کی حامل ہو گئی ہے۔

الحمدللہ علی احسانہ آج میں اپنے اندر نہایت مسرت و شادمانی محسوس کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقے میرے نور نظر کو اس قلمی کار خیر کی توفیق رفیق بخشی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان علماے ربانیین کے درجات کو بلند فرمائے اور میرے عزیز کو مزید قلمی کارنامے انجام دینے کی توفیق بخشے اور صحت و سلامتی کے ساتھ حیات خضر اور بخت سکندری عطا فرمائے اور ان کے رفقاے کار کہ جنہوں نے طباعت کی منزل سے گزارنے میں ان کا بھرپور تعاون کیا اور اپنے نیک مشوروں سے نوازا اللہ تعالیٰ ان تمامی حضرات کے علم و عمل اور کمائی میں خیر و برکت عطا فرمائے! آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ اجمعین۔

دعا گو

ابوالفضل محمد اسرائیل قادری برکاتی رضوی

صدر المدرسین و خادم الافتا: دارالعلوم قادریہ مصباح المسلمین علی پٹی شریف، مہوتری نیپال

5؍شعبان المعظم 1438ھ مطابق 3؍مئی 2017ء

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا نبی اللہ

اللہ عزوجل کے فضل وکرم اور اس کے حبیب کریم روف ورحیم ﷺ کی رحمت وعنایت سے **فخرملت فاؤنڈیشن نیپال** (دوحہ قطر) اپنی کم سنی کے باوجود اپنے اغراض ومقاصد کی طرف بہت تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ فاؤنڈیشن کے ابھی صرف چند مہینے ہوئے ہیں گوکہ ابھی سال بھی نہیں گزرا مگر اسی فاؤنڈیشن کو" **رضوی دائمی اوقات الصلوٰۃ** "(نیپال کے وقت کے حساب سے) اور" **کتاب حیات زاهد ملت** " کی طباعت واشاعت کا شرف حاصل ہوا جس کی تالیف وتصنیف بالترتیب مفتی اعظم نیپال پیر طریقت قائد اہل سنت حضور فخر نیپال حضرت علامہ مفتی محمد اسرائیل رضوی قادری برکاتی صاحب قبلہ دام ظلہ علیہم وعلینا کے دست مبارک سے ہوئی اور فخر ملت فاؤنڈیشن کو بھی بحمدہ تعالیٰ حضرت ہی کی سرپرستی وسربراہی حاصل ہے اور فاضل گرامی محققِ نوجوان حضرت علامہ مولانا محمد عطاء النبی حسینی مصباحی صاحب قبلہ نے کی۔

اسی سلسلے کی یہ تیسری کڑی ہے" **قصبہ پریہار کا فیصلہ کن مناظرہ** " جو آج سے کم وبیش چالیس سال پہلے قصبہ پریہار (سیتامڑھی بہار، الہند) میں حق وباطل کے مابین فیصلہ کن مناظرہ ہوا تھا جس کی صدارت مصلح قوم وملت ادیب اعظم نیپال حضرت علامہ مفتی محمد مصلح الدین قادری صاحب قبلہ مدظلہ العالی فرمارہے تھے اور بحیثیت مناظر مناظر اعظم ہند قائد ملت شیر اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مفتی عبدالمنان کلیمی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ تشریف فرما تھے۔ اور پھر جو فیصلہ کن مناظرہ حق وباطل کے درمیان ہوا قصبہ پریہار کے اہل علاقہ نے دیکھا کہ جب حق کی آواز شیر رضا کی زبانِ فیض ترجمان سے گونجی تو ایوان باطل میں زلزلہ بپا ہوگیا اور فتح ونصرت کا ڈنکا اہل سنت کے

خیمے میں چہار سو بجنے لگا۔ الحمدللہ آج **فخر ملت فاؤنڈیشن** کو یہ سعادت بھی نصیب ہوئی کہ ایسے فیصلہ کن مناظرہ کی روداد کتاب کی شکل میں طباعت واشاعت کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ مزید کتاب کی تزئین وترتیب جدید اور تحقیق وتخریج کے ساتھ ساتھ مقدمہ کا اضافہ کر کے عزیز گرامی قدر شہزادۂ حضور فخر نیپال عالمِ نبیل فاضلِ جلیل حضرت علامہ مولانا محمد فضل یزدانی رضوی امجدی زید مجدہ نے چار چاند لگا دیا ہے۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ **فخر ملت فاؤنڈیشن** کی اس ادنیٰ کوشش کو قبول فرمائے اور تمام محبین ومتعلقین اور معاونین کو اجر عظیم عطا فرمائے اور فاؤنڈیشن کو مزید کام کرنے کی توفیق بخشے! آمین یارب العٰلمین۔

اخیر میں میں تمام احباب عوام وخواص کی بارگاہ میں عرض گزار ہوں کہ فاؤنڈیشن اور اس کے جملہ متعلقین کے لیے دعا فرمائیں اور حوصلہ افزائی بھی علمی ومالی معاونت فرما کر اور اعزازی ممبر بن کر۔ اللہ عزوجل ہم سب کا حامی وناصر ہو!

محمد مستقیم رضوی پڑریا مہوتری نیپال

خادم: فخر ملت فاونڈیشن نیپال (دوحہ قطر)

عرض مرتب

باسمہ وحمدہ

خالقِ ارض وسماں جَل جَلالَہ وَعَم نوالہ کا بے پایاں شکر واحسان اور مالکِ کون ومکاں ﷺ کا بے انتہا فضل وکرم اور جدامجد حضرت مولانا الحاج عبدالرحیم علیہ الرحمہ اور والدین کریمین کی نیک تمناؤں ودعاؤں کا ثمرہ اور اساتذہ کرام کا فیضان نظر ہے کہ یہ ناچیز سراپا تقصیر اپنی کم علمی اور بے مائیگی کے باوجود اتنی اہم اور جامع کتاب بنام **قصبہ پریھار کا فیصلہ کن مناظرہ** کی تحقیق وتخریج اور تقدیم لکھنے اور ترتیب جدید کرنے میں کامیاب ہوا ورنہ میری بساط کہاں کہ ان دو بزرگوں کے فیصلہ کن مناظرہ کی روداد پر کچھ لکھنے کی جسارت کرتا۔

خیر! اس کام کی ابتدا سے تکمیل تک جن حضرات نے ساتھ دیا ان کا شکریہ ادا کرنا اخلاق و ادب کا حصہ ہے۔ چناں چہ میں ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں

(۱) اپنے اکابرین والد بزرگوار فخر نیپال مفتی محمد سرائیل رضوی صاحب قبلہ، شیر اعلیٰ حضرت مفتی عبدالمنان کلیمی صاحب قبلہ اور مصنف کتب کثیرہ مقبولہ مفتی مصلح الدین صاحب قبلہ کی بارگاہ میں جن کی دعاؤں کے سایہ تلے یہ کام مکمل ہوا۔

(۲) شکریہ کا نذرانہ لیے کھڑا ہوں محبّ محترم عزیز القدر حضرت علامہ مولانا محمد علاء الدین المعروف بہ امن رضوی صاحب قبلہ کے درِ والا پر جن کے پیہم تقاضوں اور مشوروں کے سبب اس رسالہ کی ترتیب جدید کا ذہن بنا، اتنا ہی نہیں بلکہ اس رسالہ کی کمپوزنگ کا فریضہ بھی انجام دیا۔

(۳) سراپا سپاس ہوں میں شہزادۂ ادیب اعظم نیپال حضرت مولانا سمیع الدین اور استاذ الحفاظ حضرت حافظ عبدالتواب صاحبان کا؛ جن کے توسط سے اس نایاب کتاب کا حصول ہوا ورنہ شاید مجھ ہیچ مداں سے یہ کام نہ ہو پاتا۔

(۴) اور میں حضور فخر نیپال کی سرپرستی میں چلنے والا'' **فخر ملت فاؤنڈیشن** ''
کے تمام اراکین وممبران نیز خصوصاً
(۱) حضرت علامہ ومولانا محمد نصیب اختر صاحب بن الحاج حافظ قمرالدین حافظ قمرالدین صاحب علی پٹی شریف۔
(۲) جناب محمد دل شیر صاحب (برائے ایصال ثواب والدین کریمین۔مہدیا شریف)
(۳) حضرت مولانا محمد اشرف رضا صاحب بن جناب محمد شمس الحق صاحب سنکھڑا۔
(۴) جناب مولوی عبدالمصطفی صاحب بن الحاج حافظ قمرالدین صاحب علی پٹی شریف۔
کو فراموش نہیں کر سکتا جن کے مالی تعاون سے کتاب کی طباعت واشاعت کا مرحلہ آسان سے آسان تر ہوگیا۔

علاوہ ازیں ان تمام احباب کا بھی میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے کسی نہ کسی اعتبار سے اس کتاب کی تکمیل میں میرا ساتھ دیا۔

اخیر میں اہل علم وفن کی بارگاہ میں دست بستہ کھڑا ہوں کہ اپنی کم مائیگی کا مجھے اعتراف ہے اس لیے اگر اس کی ترتیب، تحقیق اور تخریج وغیرہ میں کوئی کمی یا خامی نظر آئے تو برائے اصلاح ضرور بالضرور مطلع فرمائیں تا کہ اصلاح کی جاسکے۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے پیارے نبی کریم روف الرحیم ﷺ کے صدقے جملہ احباب کو دارین میں کامیاب وکامران اور بامراد فرمائے اور **فخر ملت فاؤنڈیشن** کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے! اور میری اس ادنیٰ کوشش کو قبول فرمائے اور مزید خدمت دین کی توفیق بخشے! آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

طالب دعا
فقیر ابورضوانی محمد فضل یزدانی رضوی امجدی
بھمر پورا ضلع مہوتری نیپال حال مقیم دوحہ قطر

ادیب اعظم نیپال مفتی مصلح الدین قادری برہانی صاحب قبلہ

ملک نیپال ان چند ممالک میں سے ایک ہے جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا خاص فضل اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی نگہ کرم ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے اس چھوٹے سے ملک میں مذہب اسلام کی آبیاری اور سرسبز وشادابی کے لیے ایک سے بڑھ کر ایک بابرکت ذات، عظیم وجلیل شخصیات، بے مثل و فقید المثال ہستیاں اور انمول لعل وگوہر عطا فرمائے۔ انہیں میں سے ایک سرزمین کٹیا میں آنکھیں کھولنے والی ذات ادیب اعظم نیپال، شاعر اہل سنت، خلیفہ حضور برہان ملت، صاحب تصانیف کثیرہ مقبولہ، پیر طریقت، شہنشاہ درسگاہ، استاذ العلما حضرت علامہ مفتی محمد مصلح الدین صاحب قبلہ قادری رضوی برہانی دامت برکاتہم القدسیہ ابن تسلیم ملت ہیں۔

ولادت اور اسم گرامی : حضرت مفتی صاحب قبلہ کی ولادت باسعادت گلاب پور سسوا کٹیا جلیشور ضلع مہوتری (نیپال) میں شاگرد حضور زاہد ملت تسلیم ملت حضرت حافظ تسلیم الدین علیہ الرحمہ کے گھر ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۵ء کو ہوئی۔ گھر والوں نے آپ کا نام ''محمد مصلح الدین'' رکھا۔ پھر بعد میں قادری، رضوی اور برہانی کا اضافہ ہوا اور اس طرح اب آپ محمد مصلح الدین قادری رضوی برہانی کے نام نامی اسم گرامی سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔

تعلیم و تربیت : جب آپ کی عمر شریف پانچ سال کی ہوئی تو باضابطہ آپ کی رسم تسمیہ خوانی آپ ہی کے قریہ کے مشہور ومعروف ادارہ بنام'' جامعہ مظہر العلوم'' سسوا کٹیا گلاب پور ترائی نیپال میں حضرت بابرکت خلیفہ حضور تاج الشریعہ صوفی اعظم نیپال سرکار حنیف ملت علامہ مفتی الشاہ حنیف القادری رضی اللہ عنہ کے مبارک کلمات سے ادا کی گئی۔ جامعہ مظہر العلوم سسوا کٹیا گلاب پور نیپال میں ناظرہ، اردو، فارسی کی مکمل تعلیم اور ابتدائی عربی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مندرجہ ذیل نیپال، بہار، یوپی کے مشہور مدارس میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔

(۱) مدرسہ رضویہ شمس العلوم باڑا سیتامڑھی (بہار)

(۲) دار العلوم قادریہ مصباح المسلمین علی پٹی، نیپال

(۳) مدرسہ انوار العلوم کماں سیتامڑھی بہار

(۴) جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ، یوپی

(۵) جامعہ مظہر حق ٹانڈہ فیض آباد، یوپی

(٦) جامعہ عربیہ سلطان پور، یوپی

علامہ محدث معین الدین اعظمی کے زیر سایہ رہ کر آخر الذکر مادر علمی درس گاہ سے ماہ شعبان المعظم ۱۳۹۷ھ میں آپ فارغ التحصیل ہوئے اور حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ ودیگر اکابر مقتدر علمائے اہل سنت کے مقدس ہاتھوں سے دستار فضیلت اور سند رفعت عطا کی گئی۔

مشاہیر اساتذہ کرام: آپ نے تعلیمی مرحلے کی تکمیل میں جن جن نابغہ روزگار اساتذہ کرام کی بارگاہ میں زانوئے تلمذ تہہ کیا ان میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) حنیف ملت علامہ مفتی حنیف القادری رحمۃ اللہ علیہ

(۲) علامہ مفتی شمس الحق رضوی باڑاوی رحمۃ اللہ علیہ

(۳) محدث جلیل علامہ الیاس صاحب علیہ الرحمہ کھرساہا شریف

(۴) محدث اعظم نیپال علامہ مفتی کلیم الدین صاحب قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ

(۵) امین شریعت فخر نیپال حضرت مفتی محمد اسرائیل رضوی مدظلہ العالی

(٦) حضور علامہ شعیب صاحب دامت برکاتہم القدسیہ باڑاوی

(۷) سلطان الواعظین علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی گھوسوی علیہ الرحمہ

(۸) علامہ مفتی ایوب مظہر پنڈول بزرگ سیتامڑھی، بہار

(۹) علامہ تجمل الہدیٰ رحمۃ اللہ علیہ گیا بہار

(۱۰) شیخ المعقولات والمنقولات علامہ معین الدین اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱) اور آپ کے والد مکرم استاذ الحفاظ حضور تسلیم ملت رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

بیعت و خلافت : آپ مجدد ابن مجدد حضور مفتی اعظم عالم علامہ مصطفیٰ رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر ۲۴ / ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۳ء میں مرید ہوئے جو آپ کا زمانہ طالب علمی کا دور تھا۔

حضور ادیب اعظم ہند و نیپال کو خلیفہ اعلیٰ حضرت سید ناسرکار حضور برہان ملت علامہ شاہ برہان الحق مفتی اعظم مدھیہ پردیش سے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ برہانیہ کی خلافت واجازت حاصل ہے جو کہ آپ اسی وقت سے جامعہ حبیبیہ اسلامیہ میں بحیثیت صدر مدرس ہیں بعد اجازت حضور برہان ملت بذریعہ خط جبل پور آپ تشریف لے گئے اور بھری محفل میں آپ کو اپنا خلیفہ مجاز بنا دیا اور بہت دیر تک بعد اجازت کھڑے ہو کر اپنے سینہ مبارک سے لگائے رکھا۔ ماشاء اللہ۔

درس و تدریس : بعد فراغت آپ نے جن جن مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں اور علم وفن کے گوہر لٹائے وہ یہ ہیں:

(۱) مدرسہ مخدومیہ لطیفیہ بھدرسہ فیض آباد صدر مدرس

(۲) دار العلوم اہل سنت جبلپو رایم پی نائب شیخ الحدیث

(۳) جامعہ عربیہ رضویہ ضیاء العلوم ادری ضلع مئو ناتھ بھنجن

(۴) جامعہ اہل سنت بحر العلوم کھیری باغ مئو ناتھ بھنجن صدر مدرس

(۵) جامعہ امجدیہ بھیونڈی مہاراشٹر ممبئی صدر مدرس

(۶) جامعہ حبیبیہ اسلامیہ لعل گوپال گنج ضلع الہٰ آباد یوپی

اسی آخر الذکر جامعہ میں آپ بحیثیت صدر مدرس و شیخ الحدیث اور صدر مفتی کے عہدے پر فائز المرام ہیں۔ اور آپ تقریباً ۲۵ / سال سے بخاری شریف کا درس دے رہے ہیں اور آپ اعدادیہ تا فضیلت درس نظامی کی ہر ہر کتابوں کو پڑھا چکے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ اکثر کتابیں کسی کو ۲۰ تو کسی کو ۲۵ / ۲۵ مرتبہ پڑھا چکے ہیں۔ نیز آپ سے اکتساب علم کر کے آج سینکڑوں علمائے کرام ومفتیان عظام درس وتدریس، فقہ وافتا، تقریر وخطابت اور تصنیف وتالیف کے ذریعہ مسلک اہل سنت و جماعت

مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کے خدمات انجام دے رہے ہیں۔

رد و مناظرہ : آپ جہاں ایک بہترین مدرس اور باکمال ادیب ہیں وہیں ایک تجربہ کار اور حاضر جواب اور ذہین وفطین مناظر بھی ہیں۔جس کی بین دلیل ذیل کے مختصر روداد مناظرے ہیں۔

قصبہ پریھار کا فیصلہ کن مناظرہ : اس مناظرہ میں آپ کا کیا رول رہا اس کی تفصیلی رپورٹ میری آنے والی کتاب حیات حضور ادیب اعظم نیپال میں آپ قارئین ملاحظہ فرمائیں گے ثبوت کے لیے مختصر یہ کہ مذکورہ کتاب پر یہار کا فیصلہ کن مناظرہ حاضر ہے جس میں آپ نے خود اس مناظرہ کی صدارت فرمائی اور حق صحافت ادا کرتے ہوئے غیر جانب داری سے اس مناظرہ کی تفصیلی رپورٹ بشکل کتاب پر یہار کا فیصلہ کن مناظرہ ترتیب فرمایا۔

ضلع پرتاپ گڑھ کے قصبہ بھار کا فیصلہ کن مناظرہ :

ضلع الہ آباد سے متصل ضلع پرتاپ گڑھ ہے اسی ضلع کا ایک معروف قصبہ بہار ہے الحمدللہ اس قصبہ بہار میں میں خود راقم الحروف دوسال لگاتار وہاں کی جامع مسجد میں قرآن پاک تراویح میں سنانے کا شرف حاصل کیا ہوں جب میں وہاں گیا تو لوگوں نے مجھ سے برجستہ کہا کہ آپ کے والد حضور نے یہاں جو مناظرہ کیا تھا ہم لوگ اس میں شامل تھے اور اس وقت اِسی قصبہ کا ایک مولوی جس کا نام ضیغم تھا بالکل نیا نیا ندوۃ العلما لکھنو سے فارغ ہوکر آیا تھا وہ اپنی بدعقیدگی کا شوشہ چھوڑنے لگا ہم لوگوں نے آپ کے والدمکرم سے رابطہ کیا اور اس طرح ۱۷؍مارچ ۱۹۸۷ء کو یہ مناظرہ بموضوع تکبیر بیٹھ کر سننا طے پایا۔آپ کے والدمکرم حضور مفتی صاحب قبلہ پوری کتابوں کی ایک بڑی سی گٹھری اپنے ساتھ لائے اور دوران مناظرہ اپنے مدمقابل مولوی ضیغم ندوی سے فرمایا: بول تم کو کتنا ثبوت چاہیے لے یہ بخاری ہے، یہ مسلم ہے، یہ ترمذی ہے وغیرہ وغیرہ اور وہ مولوی بالکل خاموش ہوگیا اور پھر اس کا فیصلہ ہم لوگوں نے خود سے کردیا۔ہم نے پوچھا آپ لوگوں نے کیسے اپنے سے فیصلہ کردیا تو مجھے خود وہاں کے لوگوں نے کہا کہ بعد مناظرہ اس کی خاموشی پر ہم لوگوں نے اس مولوی ندوی کو اتنا مارا اتنا مارا کہ اس کے بدن کا پورا کپڑا پھٹ گیا اور وہ بالکل برہنہ ہوگیا اور وہ اسی وقت کھیت ہی کھیت جو بھاگا تو اب تک دوبارہ لوٹ کر نہ آیا پھر اس طرح سے الحمدللہ ہمارا یہ قصبہ بہار اب تک ہر طرح کی بدعقیدگی سے منزہ پاک

وصاف ہے۔

اس مناظرہ کے بارے میں حضور قائد ملت مناظرہ اعظم علامہ مفتی عبدالمنان صاحب قبلہ کلیمی اپنی ایک تحریر میں لکھتے ہیں:

آپ (یعنی حضور ادیب اعظم نیپال) میں رد و مناظرہ کی بھی وافر صلاحیت موجود ہے آپ نے دور تدریس میں کئی ایک تاریخی مناظرے کیے جن میں قصبہ بہار ضلع پرتاپ گڑھ کا تاریخی مناظرہ اہمیت کا حامل ہے اور یادگار مناظرہ ہے۔ یہ مناظرہ ۱۷/مارچ ۱۹۸۷ء کو ندوۃ العلما لکھنو کے ایک فاضل سے کیا گیا اس کا موضوع تھا بیٹھ کر تکبیر سننا۔ اس مناظرہ میں مولانا نے اپنے فریق کو شکست فاش دے کر سنیوں کا سر بلند کیا تھا۔ (بحوالہ روح خطابت)

ضلع کوشامبی کا مناظرہ: ضلع کوشامبی میں ایک مشہور قصبہ ہے جس کا نام اوجینی ہے وہاں پر آپ بغرض تقریر اپنے ایک خاص محبّ جناب انیف کی دعوت پر تشریف لے گئے جب آپ کی تقریر شروع ہوئی تو ایک منصوبہ بند پلاننگ کے تحت آپ سے دوران تقریر وہاں کے وہابیوں نے سوالات کرنا شروع کر دیا اسی اثنا میں صاحب خانہ نے اعلان کیا کہ آپ حضرات خاموش ہو جائیں حضرت مفتی صاحب قبلہ اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک آپ لوگوں کے سوالات کے تشفی بخش جوابات نہ دے دیں مگر پروگرام چلنے دیں پروگرام خراب نہ کریں۔

ٹھیک کل بعد فجر صاحب خانہ کے دروازے پر دیوبندیوں کے بڑے دو چار مُلّے حاضر ہوئے اور پھر اس طرح ایک طویل بحث ومباحثہ مناظرہ کا دور چلا اور پھر سب کے سامنے حضور ادیب اعظم نیپال نے تمام دیوبندیوں کو ساکت وجامد اور خاموش کر دیا اور اس طرح اہل سنت کی فتح کا اعلان کر دیا گیا۔

زمانہ طالب علمی کا مشقی مناظرہ: آپ نے زمانہ طالب علمی میں اپنے رفقا کے مابین اپنے ماہر اساتذہ کی نگرانی میں زبردست علم غیب کے موضوع پر مناظرہ کیا اور آپ کی فتح ہوئی۔

صحافت: اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو جہاں بے شمار خوبیوں سے نوازا ہے وہیں ایک بہترین صحافی بھی بنایا ہے۔ چناں چہ آپ کے جامعہ حبیبیہ اسلامیہ سے مسلسل ۸/سالوں تک ”سہ ماہی

انوار حبیب خدا'' مکمل آب وتاب وآپ کے شاندار ادارتی مضمون کے ساتھ آپ کی سرپرستی میں نکلتا رہا اور ملک کے گوشہ گوشہ یہاں تک کہ پاکستان بھی جاتا رہا۔ یقیناً آپ کی کامیاب صحافت کی یہ بین اور واضح دلیل ہے۔

تصانیف : آپ کی تصنیفات کی تعداد درجنوں سے متجاوز ہے جن میں سے چند کے اسما یہ ہیں:

شان خطابت : یہ کتاب ۳۳؍سال سے مسلسل چھپ رہی ہے اور تقریباً تقریباً پورے ایشیاء میں یہاں تک کہ مکہ اور مدینہ شریف میں بھی دستیاب ہے۔

روح خطابت: لگ بھگ اس کا بھی یہی حال ہے۔

جان خطابت

نور خطابت

تاج خطابت

پریہار کا فیصلہ کن مناظرہ

آسمانی شفا (زیر ترتیب۔ تقریباً تیار ہے)

سیرت مصلح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم : پانچ ہزار صفحات پر مشتمل کتاب بنام ''**سیرت مصلح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم**''۔ اس کتاب کی فہرست تیار ہے اور حوالہ جات کے لیے سینکڑوں کتابیں اکھٹا کی جا چکی ہیں۔ واضح رہے کہ سیرت رسول پر اردو اب تک ہندو نیپال میں کسی سنی عالم ربانی کی اتنی ضخیم کتاب نہیں آئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نوٹ : ادیب اعظم نیپال مفتی مصلح الدین صاحب کے درج بالا حالات خود ان کے صاحب زادے مولانا سمیع الدین قادری مصلحی کے فراہم کردہ مواد سے ماخوذ ہیں بلکہ اکثر الفاظ بھی انہیں کے ہیں جو کہ مختصر سوانح ادیب اعظم نیپال کا حصہ ہیں اور حسن اتفاق کہ اس کتاب کے مصنف بھی خود ان کے صاحب زادے ہیں۔ اس کے لیے ہم مولانا موصوف کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔

شیر اعلیٰ حضرت مفتی عبد المنان کلیمی صاحب قبلہ

ولادت: مفتی صاحب کی ولادت خاندانی روز نامچے کے مطابق ۲۱/ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ ۱۸/فروری ۱۹۵۲ء بروز دوشنبہ ہوئی۔ لیکن سندوں میں آپ کی تاریخ ولادت ۱۲/ جون ۱۹۵۶ء درج ہے۔

تعلیم و تربیت: ابتدائی تعلیم خاندانی جد کریم جناب محمد معین الدین انصاری اور ان کے برادرِ عزیز جناب محمد زین الدین انصاری نیز گاوں کے سرکاری مکتب میں ہوئی۔ اس کے بعد اپنے والد ماجد حکیم حافظ عبدالشکور صاحب کے ہمراہ دارالعلوم قادریہ مصباح المسلمین آئے اور اردو اور ابتدائی فارسی کی تعلیم مکمل کی یہیں آپ کو حضور زاہد ملت سے شرف تلمذ حاصل ہوا۔ پھر آپ کے والد ماجد نے آپ کو ممتاز المدرسین مفتی کلیم الدین کی درسگاہ علم وفضل میں داخل کر دیا۔ یہاں آپ نے گلستاں و بوستاں سے شرح جامی تک کی تعلیم پوری توجہ وانہماک سے حاصل کی اور ۱۹۶۷ء میں اپنے استاذ کے حکم سے شمالی بہار کی مشہور درسگاہ دارالعلوم علیمیہ دامودر پور میں دوسال رہ کر اکتساب علم کیا۔ء میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور حضور حافظ ملت کی بافیض بارگاہ میں آئے اور مکمل چھ سال حصول علم دین میں گزارا اور ۱۹/ اگست ۱۹۷۵ء میں تخصص فی العلوم الاسلامیہ تک کی تعلیم حاصل کر کے حضور حافظ ملت کے دست اقدس سے دستار سے نوازے گئے۔

تدریس: سب سے پہلے آپ نے تدریس کا کام جامعہ اشرفیہ میں بحکم حضور حافظ ملت معین المدرسین کی حیثیت سے انجام دیا۔ یہاں سے آپ بحیثیت نائب صدرالمدرسین اور نائب شیخ الحدیث، حضور حافظ ملت کے حکم اور محدث کبیر مدظلہ العالی کی کوشش سے جامعہ شمس العلوم گھوسی آئے اور پانچ چھ سال تک علم وفن کا فیض تقسیم کرتے رہے۔ پھر یکم ستمبر ۱۹۸۱ء کو دارالعلوم ضیاء العلوم خیر آباد بحیثیت صدرالمدرسین رونق افروز ہوئے۔ ۱۹۸۴ء کو یہاں سے مستعفی ہو کر علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے حکم سے دارالعلوم غوث اعظم، پور بندر گجرات آئے لیکن علمی ماحول کی کمی کے باعث صرف دو ماہ کے

بعد جامعہ فاروقیہ، بھوج پور ۶ رنومبر ۱۹۸۵ء کو مسند تدریس پر متمکن ہوئے اور ۱۹۸۹ء کو بحیثیت سربراہ اعلیٰ جامعہ اکرم العلوم مراد آباد تشریف لائے اور وہیں کے ہو گئے۔

مشاہیر تلامذہ : آپ نے جن جن مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں وہاں ایک سے ایک علماے کرام ومفتیان عظام کو آپ سے شرف تلمذ حاصل رہا جن کی فہرست طوالت سے خالی نہیں۔ البتہ چند مشاہیر تلامذۃ کے اسمائے گرامی پیش کیے جاتے ہیں:

(۱) مفتی محمد خورشید، صدر المدرسین جامعہ فاروقیہ، بھوج پور، مراد آباد۔

(۲) مفتی عابد حسین نوری مصباحی، شیخ الحدیث ومفتی جامعہ فیض العلوم، جمشید پور ۔

(۳) مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی، صدر المدرسین دار العلوم علیمیہ، جمد اشاہی، بستی۔

(۴) مفتی قاسم رضا منانی، صدر المدرسین مدرسہ اکرم العلوم، مراد آباد۔

(۵) مفتی علاؤالدین رضوی، بانی انجمن ثنائیہ دار الیتامیٰ، میرا روڈ، ممبئی۔

(۶) ڈاکٹر خواجہ اکرام الدین، پروفیسر شعبہ اردو جواہر لال نہرو یونیورسٹی۔

(۷) مفتی محمود عالم کماوی، مفتی خانم جان عربک اسکول، بنارس۔

(۸) حافظ محمد شمس الحق رضوی، ڈائرکٹر مجلس فکر رضا، لدھیانہ (پنجاب)۔

(۹) مولانا اسد اللہ حبیبی۔

(۱۰) حافظ وقاری محمد صلاح الدین، براہی، سیتا مڑھی۔

تصنیفی و اشاعتی خدمات : گھوسی کے زمانہ تدریس میں آپ نے ’’**دائرۃ المعارف الامجدیہ**‘‘ گھوسی کے نام سے ایک تصنیفی واشاعتی ادارہ قائم فرمایا جس کی زیر نگرانی حضور صدر الشریعہ کی حیات وخدمات پر پہلا سیمینار ۱۹۷۹ء میں بنام صدر الشریعہ سیمینار کا انعقاد فرمایا اور اسی سیمینار میں پیش کیے گئے مقالات کو مزید اضافے کے ساتھ ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور نے صدر الشریعہ نمبر کے نام سے شائع کیا اور اسی ادارہ کے تحت فتاوی امجدیہ کی ترتیب و تدوین اور نقل واشاعت آپ ہی کی زیر نگرانی ہوئی۔ نیز اسی دور میں کافر کون؟ کے نام سے ایک کتاب

تصنیف فرمائی۔ پھر زمانہ تدریس خیرآباد میں بھی ایک ادارہ ''**روضة المعارف خیرآباد**'' قائم کیا جس کے تحت آپ کی مذکورہ کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا۔ علاوہ ازیں اسی ادارہ کے تحت ملک العلماء علامہ ظفرالدین بہاری اور قائد انقلاب علامہ فضل حق خیرآبادی علیہما الرحمہ کی کتاب بالترتیب **تنویر السراج فی بیان المعراج** اور **تحقیق الفتویٰ** منظر عام پر آئی۔

مناظرہ : احقاق حق وابطال باطل کے جذبہ صادق کے تحت آپ نے فرقہ باطلہ سے کئی مناظرے کیے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) مناظرہ جے نگر جس میں مولوی حفظ الرحمٰن مدرس مدرسہ عظمتیہ کٹیہار سے مسئلہ امکان کذب پر مناظرہ ہونا تھا لیکن دیوبندی مناظر حاضر نہ ہوا۔

(۲) مناظرہ پر یہار، بہار جس میں مولوی عبدالسمیع فاضل دیوبند سے سلام و قیام پر مناظرہ ہوا اور بحث ومباحثہ کے بعد دیوبندی مولوی کو شکست فاش کا سامنا ہوا۔

(۳) مناظرہ مرادآباد جس میں آپ اور مولوی انظر شاہ کشمیری ولد انور شاہ کشمیری کے درمیان علمائے دیوبند کی تکفیر ان کی تصنیفات کی روشنی میں کے موضوع پر ہوا۔ اس مناظرہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو فتح وکامرانی کا تحفہ ملا۔

ان کے علاوہ اٹارسی، پنگنور ضلع چتور، اے پی اور کشمیر میں بھی آپ نے مناظرے کیے۔

تنظیموں کی سرپرستی و سربراھی : آپ مدظلہ العالی دنیائے اہل سنت و جماعت کے عظیم، قابل قدر اور مشہور ومعروف شخصیت ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ ملک کے طول وعرض میں ہمیشہ پابرکاب ہی ہوتے ہیں اور علاقے و بیرون علاقہ کے مختلف تنظیم وتحریک اور فاؤنڈیشن کی سرپرستی وسربراہی کر کے علاقہ واہل علاقہ کی حوصلہ افزائی فرماتے رہتے ہیں۔ اب تک جن تنظیموں، تحریکوں اور فاؤنڈیشن کی سرپرستی وسربراہی کی خدمت انجام دے رہے ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) جامعہ اکرم العلوم نعیمیہ انسٹی ٹیوٹ، ضلع جے پی نگر (بحیثیت سربراہ)

(۲) مجلس علماے ہند (بحیثیت بانی وسربراہ)

(۳) آل انڈیا قومی ایکتا کمیٹی نئ دہلی (بحیثیت نائب سرپرست)

(۴) علامہ فضل حق ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر ٹرسٹ براہی، سیتامڑھی، (بحیثیت بانی وسربراہ اعلیٰ)

نوٹ : شیر اعلیٰ حضرت مفتی عبدالمنان کلیمی صاحب قبلہ کے مندرجہ بالا مختصر حالات کے اکثر حصے مولانا محمد عطاء النبی حسینی مصباحی صاحب کی تحقیقی کتاب ''**حیات زاھد ملت**'' سے مصنف کے شکریہ کے ساتھ شامل کتاب کیے گئے ہے۔

مقدمہ

اَلحَمدُ لِلّٰہِ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصحَابِہٖ وَ اَولِیاءِ اُمَّتِہٖ وَ عُلَمَاءِ مِلَّتِہٖ اَجمَعِین

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

حق و باطل اور اسلام وکفر کے درمیان جنگ کا سلسلہ کوئی نیا نہیں بلکہ کئی صدیوں سے چلا آرہاہے ہر دور اور ہر عہد میں نئے نئے فتنے کی شکل میں باطل فرقے سر اٹھا کر اسلام کے خلاف شرانگیزی اور شارع اسلام ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی اور توہین وتنقیص کی سعی پلید کرتے رہے ہیں اور اب بھی کررہے ہیں۔ اپنے عقائد فاسدہ، افکار زائغہ زائفہ اور خیالات کاسدہ کے ذریعہ اسلام اور شارع اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا پر خاکپاشی کی ناکام کوشش کی مگر اسلام اور شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر صداقت تاباں و درخشاں رہا کبھی کفر وظلمات کے گھٹا توپ بادلوں میں روپوش نہ ہوا۔

دور حاضر کا سب سے بڑا فتنہ فتنہ وہابیت، دیوبندیت اور قادیانیت ہے۔ یہ سب ماضی قریب کے نوزائید فرقے ہیں جن کے مقاصد نہایت زہریلے، عقائد گھناونے، افکار غیر اسلامی اور نظریات اندوہناک ہیں۔ اللہ ورسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی، انبیا و اولیا سے عداوت ونفرت اور اصحاب رسول کی عظمت ورفعت سے انکار ان کا نصب العین ہے۔ یہی وہ باطل فرقے ہیں جنہوں نے صدہا سال سے رائج معمولات اہل سنت یعنی اعمال صالحہ واشغال نافعہ، میلاد وسلام اور قیام تعظیمی کو شرک وکفر اور بدعت کہہ کر عالمِ اسلام کے مسلمانوں میں نفاق وشقاق، اختلاف وانتشار پیدا کیا اور مسلمانوں کے قلوب سے روح ایمان نکالنے کا سیاہ کارنامہ انجام دیا۔

حضور پرنور شافع یوم النشور جانِ عالم جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر عاشقوں کا خوشیاں منانا اور محفل میلاد النبی کا اہتمام وانصرام اور انعقاد کرنا اور بارگاہ خیر الانام میں باادب کھڑے ہوکر ہدیہ صلوۃ و سلام پیش کرنا بلاشک وشبہ جائز ومستحسن اور باعث خیر وبرکت ونزول رحمت ہے۔ تعظیم وتوقیر اور محبت

رسول ﷺ کے اظہار کا ایک اہم جز بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں درود وسلام پڑھنا ہے اور صلوٰۃ وسلام ایک ایسا پاکیزہ ومنفرد عمل ہے جو مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کے قرب ورضا کے حصول کے لیے بہترین عمل ہے۔ صلوٰۃ وسلام جہاں ثواب دارین کا ذریعہ ہے وہیں مشکل سے مشکل وقت میں اگر ہم اس کو بطور وظیفہ کے استعمال کریں تو اس کے اثرات ونتائج فوری طور پر ہماری نظروں کے سامنے ہوتے ہیں اور اِسے خاص اہمیت حاصل ہے کیوں کہ یہ عمل اللہ رب العزت اور ملائکہ کی سنت ہے۔ وہ ہمہ وقت محبوبِ رب العالمین ﷺ پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ جملہ اہلِ ایمان کو بھی صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا حکمِ خداوندی ہے۔ اِس حکم کے تحت محبوبِ کائنات ﷺ پر ہمہ وقت درود وسلام بھیجنا اہلِ ایمان کا وظیفۂ حیات ہے۔ یوں تو ہر عاشق خیر الانام ہر لمحہ ہر پل درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں خاص کر جب آمدِ محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا دن آتا ہے تو اہلِ محبت کے درود وسلام پر مشتمل اِس عمل خیر میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے اور ہر طرف صَلِّ علٰی کے نغمے گونجنے لگتے ہیں۔

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

محفل میلاد النبی ﷺ

رسولِ کائنات فخر موجودات ﷺ کی تعریف وتوصیف، حمل شریف کے واقعات، نورِ محمدی کے کرامات، نسب نامہ اور اخلاق کریمہ واوصاف حمیدہ یا دیگر واقعات صحیحہ کے بیان کرنے کو میلاد شریف کہتے ہیں، خواہ بموقع تاریخ ولادت پاک ہوں یا سال ومہینے کے کسی بھی حصے اور وقت میں۔

ماہ ربیع الاول کے ورود مسعود ہوتے ہی دنیا بھر کے مسلمانوں میں جوش وخروش اور ایک نئ زندگی آجاتی ہے، عاشقان مصطفیٰ ﷺ ولادتِ باسعادت کی خوشی میں پورے عالمِ اسلام میں محافلِ میلاد منعقد کر کے اظہارِ مسرت کرتے اور ایک دوسرے کو مبارک بادیاں پیش کرتے اور اس دن عید مناتے ہیں۔ بلاشبہ میلاد جائز، مستحب و مستحسن عمل اور محبت رسول ﷺ کی علامت ہے۔ اور اس کی اصل قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(۱)قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اَنۡزِلۡ عَلَیۡنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوۡنُ لَنَا عِیۡدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَ اٰیَۃً مِّنۡکَ وَارۡزُقۡنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ۔[۱]

ترجمہ کنزالایمان:۔عیسٰی ابن مریم نے عرض کی اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

اس آیت مقدسہ سے معلوم ہوا کہ دستر خوان اترنے کے دن کو حضرت عیسٰی علیہ السلام اور ان کی قوم نے عید کا دن بنایا۔اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری اس مائدہ سے کہیں بڑی نعمت ہے لہذا ان کی ولادت کے دن کو یوم العید بنانا اور خوشیاں منانا،عبادتیں کرنا،میلاد شریف پڑھ کر شکرِ الٰہی بجالانا اظہارِ فرح وسرور کرنا مستحسن ومحمود اور طریقہ سلف وصالحین ہے اور کچھ شک نہیں کہ سیدِ عالم ﷺ کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت اور رحمت ہے۔

(۲)لَقَد مَنَّ اللہُ عَلَی الۡمُوۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡھِمۡ رَسُوۡلًا ۔[۲]

ترجمہ:بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

(۳)وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللہِ عَلَیۡکُمۡ۔[۳]

ترجمہ: اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو۔

(۴)وَ اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ ۔[٤]

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

(۱)قُلۡ بِفَضۡلِ اللہِ وَبِرَحۡمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلۡیَفۡرَحُوۡا ۔[٥]

ترجمہ:تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں۔

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنے اور دوسروں کو یاد دلانے،اور

(۱).....سورۃ المائدہ پارہ،آیت:۱۱۴
(۲).....سورۂ آل عمران پارہ،آیت:۱۶۴
(۳).....سورۂ آل عمران،آیت:۱۰۳
(٤).....سورۃ الضحی پارہ،آیت:۱۱
(٥).....سورہ یونس،آیت:۵۸

اس کے چرچا کرنے کا حکم ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے انعامات کثیرہ اور رحمت جلیلہ پر خوشیاں منانے کا حکم دے رہا ہے۔قرآن مقدس میں مختلف مقامات پر اس کا ذکر جمیل ہے۔حضور علیہ الصلاۃ والسلام اللہ رب العزت کے عطا کردہ بہت بڑی رحمت ونعمت اور احسان عظیم ہے اس پر ہم جس قدر بھی خوشیاں منائیں کم ہے۔لہذا سرور دو عالم ﷺ کی ولادت مبارکہ کا ذکر اور خوشی منانا محافل میلاد منعقد کرنا یقیناً حق و درست ہے اس کا بدعت سے کوئی تعلق و واسطہ نہیں ۔علاوہ ازیں میلاد کرنے میں نبی رحمت ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا اظہار ہے۔

محسن انسانیت ﷺ نے خود اپنی ولادت کا اہتمام فرمایا ہے۔مشکوۃ کتاب الصوم میں حضرت ابوقتادہ سے مروی ہے:

سُئِلَ رَسُولُ الله عَن صَومِ یَومِ الاثنَینِ فَقَالَ : فِیهِ وَلِدتُ فِیهِ اُنزِلَ عَلیَّ وَحِی۔[۱]

ترجمہ:رسول اللہ ﷺ سے پیر کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسی دن ہم پیدا ہوئے اور اسی دن ہم پر وحی کی ابتدا ہوئی۔

خود اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کی ولادت مبارک کے موقع سعید پر سارے عالم کو انوار وتجلیات سے جگمگا دیا۔حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اُن کی والدہ نے اُن سے بیان کیا:

شَهِدتُ آمِنَةَ لَمَّا وَلَدَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا ضَرَبَهَا الْمَخَاضُ نَظَرْتُ إِلَى النُّجُومِ تَدَلا، حَتَّى إِنِّى أَقُولُ لَتَقَعَنَّ عَلَيَّ، فَلَمَّا وَلَدَتْ، خَرَجَ مِنهَا نُورٌ أَضَاءَ لَهُ الْبَيْتُ الَّذِى نَحْنُ فِيهِ وَالدَّارُ، فَمَا شَيْءٌ أَنْظُرُ إِلَيْهِ، إلا نُورٌ۔[۲]

جب ولادتِ نبوی ﷺ کا وقت آیا تو میں سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کے پاس تھی۔میں دیکھ رہی تھی کہ ستارے آسمان سے نیچے ڈھلک کر قریب ہو رہے ہیں یہاں تک کہ میں نے محسوس کیا کہ وہ میرے اوپر گر پڑیں گے۔پھر جب آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو سیدہ آمنہ سے ایسا نور نکلا

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ الکتب الاسلامی ،کتاب الصوم ، الفصل الاول ،حدیث :۲۰۴۵

(۲)المعجم الکبیر للطبرانی ، شاملہ ، حدیث :۲۰۸۶۳

جس سے پورا گھر جس میں ہم تھے اور حویلی جگمگ کرنے لگی اور مجھے ہر ایک شے میں نور ہی نور نظر آیا۔

علامہ احمد بن محمد القسطلانی المواہب اللدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

ثم لازال اهل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الكبار يتحفلون فی شهر مولده ويغنون بقراة مولد الكريم ويظهر عليهم من بركاتهم فضل عميم ۔(المواهب اللدنيه)

ترجمہ: پھر ہمیشہ اہل اسلام تمام اطراف میں اور بڑے بڑے شہروں میں مجالس مولود کرتے رہے اور وہ ربیع الاول کے مہینہ میں جشن مناتے ہیں مولودِ کریم کو ترنم سے پڑھتے ہیں ان لوگوں پر برکات ظاہر ہوتے ہیں اور ہر طرح کا فضل عام ہے۔

برصغیر ہندو پاک میں وہابیت کی بیج بونے والا وہابیوں کے سب سے بڑے گرو مولوی اسماعیل دہلوی کے دادا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں مکہ معظّمہ میں میلاد کے روز حضور ﷺ کے مولد مبارک میں تھا اس وقت لوگ آپ پر درود شریف پڑھتے تھے اور آپ کی ولادت کا ذکر کرتے اور وہ معجزات بیان کرتے تھے جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے میں نے اس محفل میں انوار و برکات دیکھے:

فتاملت تلك الانوار فوجدتها من قبل الملائكة المتوكلين بامثال هذه المشاهد وبامثال هذه المجالس ورايت بخالطه انوار الملٰئكة انوار الرحمة.[1]

تو میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ملائکہ کے ہیں جو ایسی مجالس اور مشاہد پر موکل ومقرر ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ فرشتوں کے انوار اور رحمت کے انوار آپس میں ملے ہوئے ہیں۔

اکابر دیابنہ اشرفعلی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید گنگوہی کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

مشرب فقیر کا یہ کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد

(۱) فیوض الحرمین ،ص:۲۷

کرتا ہوں (۱)

ان مذکورہ سطور سے واضح ہو گیا کہ خود میلا د شریف کو بدعت سیئہ وحرام کہنے والے اکابر وہابیہ ودیابنہ کے اہل خاندان اور ان کے پیر و استاذ کے نزدیک جائز ومستحب ہے اور سب کے سب میلا د شریف کرتے رہے اور اسے اشغال خیر و برکت تصور کرتے رہے ہیں۔ کسی نے میلا د کو بدعت سیئہ مذمومہ نہیں کہا تو قارئین کرام خود فیصلہ فرمائیں کہ محفل میلا د جس کو عرب وعجم کے تمام مشائخ عظام و اسلاف کرام بلانکیر وتردد منعقد کرتے چلے آئیں وہ حق پر تھے یا بدعت سیئہ وحرام کہنے والے آج کے یہ مولویان؟ اور ان بزرگان دین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے محفل میلا د منعقد کرنے والے اہل سنت وجماعت بدعت سیئہ کے مرتکب ہیں یا ان امور مستحب اور معدن خیر و برکت کو بدعت کہہ کر مسلمانوں کے درمیان فتنہ وفساد پھیلانے والے یہ وہابی دیوبندی؟

صلوٰۃ وسلام

حضور نبی رحمت ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور فرشتوں کی سنت اور حکم ربی ہے۔

اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّـهَ وَمَلَائِـكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ (۲)

ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اس آیت کریمہ میں صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم مطلق ہے۔ احکم الحاکمین نے اسے کسی ایک صیغہ یا عبارت سے مقید نہیں کیا اور نہ ہی سید عالم ﷺ نے اس کی تاکید کی ہے کہ صرف ان الفاظ کے ساتھ مجھ پر درود وسلام پڑھو۔ اگر ان کے علاوہ پڑھو گے تو وہ قبول نہیں ہوگا اور تمہارے حق میں کچھ مفید نہ ہوگا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، تابعین، آئمہ محدثین، مفسرین، فقہا اور اولیاے کاملین

(۱)..... فیصلۂ ہفت مسئلہ، ص:۵

(۲)..... سورۃ الاحزاب، آیت:۵۶

نے مطلق ہونے کا عقیدہ رکھا۔

جب خالق کائنات جل جلالہ اوراس کے پیارے حبیب ﷺ نے حکم کو مقید نہیں کیا تو کسی اور کو یہ اختیار اور حق حاصل نہیں کہ قرآن کے مطلق حکم کو مقید کرے۔ لہذا حکم کی ادائیگی ایسے ہی طریقے پر ہونا چاہیے جس میں کمال تعظیم وادب ہو۔ درود وسلام یہ ایک ایسا کارِ خیر اور ایسی عبادت ہے جس میں کسی طرح کی قید و پابندی نہیں۔ جو لوگ الفاظ صلوٰۃ وسلام کو درود ابراہیمی کے ساتھ خاص کرتے ہیں وہ حکمِ مطلق کو اپنی طرف سے مقید کرنے کے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں اوراس کی تنقید باطل ومردود ہے اوراس کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم کتاب العتق اور مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت منقول ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے پس اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو کتاب اللہ میں ایسی شرائط لگاتے ہیں جو کہ کتاب اللہ میں نہیں ہیں جو شرط کتاب اللہ میں موجود نہیں ہے وہ باطل ہے اگر چہ وہ سو شرائط بھی ہوں۔ (۱)

پتہ چلا کہ کسی بھی الفاظ شرعیہ کے ساتھ درود وسلام بھیج اور پڑھ سکتے ہیں نیز آپ کسی بھی حالت و کیفیت اور کسی بھی وقت پڑھ سکتے ہیں جس طرح آپ چاہیں (بیٹھ کر، لیٹ کر یا کھڑے ہوکر) درود وسلام پڑھ سکتے ہیں۔ لہذا حالت قیام میں سلام پڑھنا زیادہ افضل وانسب ہے کیوں کہ یہ کمالِ اَدب واِحترام پر دلالت کرتا ہے۔ سورۃ الاحزاب کی مذکورہ آیت کے لفظ ''**تسلیماً**'' کے ذریعے بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں سلام پیش کرنے کے آداب ہی سکھائے جارہے ہیں۔ صلوٰۃ وسلام بھیجنا سنتِ الٰہیہ ہے۔ انسانی ماحول، ضرورت اور زمانے کے الٹ پھیر سے دِیگر اَحکام میں تبدیلی ہو جاتی ہے مگر سنتِ اِلٰہیہ میں تبدیلی ممکن نہیں اللہ تعالیٰ کی اس سنت کو اَبدی و دائمی اور آفاقی قانون کا درجہ حاصل رہتا ہے جو ہر دور، ہر زمانے، ہر خطہ اور ہر علاقے میں بعینہ ایک ہی شکل میں قائم و برقرار رہتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۔ (۲)

---

(۱) صحیح مسلم ،مطبوعہ دار الفکر بیروت ، کتاب العتق ، باب انما الولاء لمن اعتق ، حدیث : ۳۶۷۰

(۲) سورۃ فاطر، آیت: ۴۳

ترجمہ: تو تم ہرگز اللہ کے دستور کو بدلتا نہ پاؤ گے اور ہرگز اللہ کے قانون کو ٹلتا نہ پاؤ گے۔

قرآن مجید فرقان حمید میں صلوٰۃ بھیجنے اور سلام پڑھنے کا حکم ہے نیز اس کی اہمیت وافادیت کی طرف بھی اشارہ ہے۔ کتابِ رشد وہدایت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان واقعات اور مواقع کا ذکر فرمایا ہے جن میں اپنے برگزیدہ و چنیدہ بندے، حضرات انبیاے عظام اور صلحاے کرام پر سلام بھیجا۔ ایسی آیات مقدسہ سے سلام کی اہمیت کا اندازہ بخوبی ہوجاتا ہے:

میلادِ حضرت یحییٰ علیہ السلام پر سلام کے حوالے سے اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے ارشاد فرمایا:

وَسَلاَمٌ عَلَيۡهِ يَوۡمَ وُلِدَ وَيَوۡمَ يَمُوتُ وَيَوۡمَ يُبۡعَثُ حَيًّا۔(۱)

ترجمہ: اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن زندہ اٹھایا جائے گا۔

میلادِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تعلق سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے کلام کی نسبت ان کی طرف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَالسَّلاَمُ عَلَيَّ يَوۡمَ وُلِدتُّ وَيَوۡمَ أَمُوتُ وَيَوۡمَ أُبۡعَثُ حَيًّا(۲)

ترجمہ: اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

ان آیاتِ کریمہ سے انبیاے کرام علیہم السلام کے اَیامِ ولادت وبعثت اور وفات پر سلام کے تناظر میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یومِ ولادت کے موقع پر سلام پڑھنے کی اَہمیت کا اظہار ہوتا ہے۔

نیز اِن آیات کریمہ میں اللہ رب العزت اپنی تعریف وتحمید میں مشغول بندوں سے فرما رہا ہے کہ میری ذات تمہاری تعریفوں کی حد اور گنجائش سے کہیں بلند و برتر ہے۔ تم میری تعریف اور مدح و ستائش کا حق ادا ہی نہیں کر سکتے۔ میری عظمت ورفعت اور بزرگی کا ادراک تمہارے بس کی بات نہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری تعریفیں مجھ تک رسائی پا سکیں اور تمہاری حمدیں میری بارگاہ میں شرف قبولیت

(۱) سورۂ مریم، آیت: ۱۵

(۲) سورۂ مریم، آیت: ۳۳

سے نوازے جائیں تو اس کے لیے تمہیں میرے پیغمبروں پر سلام بھیجنا ہوگا۔ سلام ہی ذریعۂ مدح و ستائش ہے۔ جب تک انبیاورسل کے واسطۂ سلام کو درمیان میں نہ لایا جائے گا تب تک تمہاری تعریفوں اور حمدوں کی رسائی مجھ تک نہ ہو سکے گی۔ سو مجھ تک رسائی کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ سلام علی المرسلین یعنی انبیا و مرسلین پر سلام بھیجنے سے مشروط ہے۔ تمہارا پیغمبروں پر سلام بھیجنا رافعِ حمد بن جائے گا اس لیے کہ ان پر بھیجا ہوا سلام ہمیشہ قابلِ قبول ہوتا ہے۔ صلوۃ اور سلام کی معیت میں آئی ہوئی حمد کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں اور وہ ہمیشہ میری بارگاہ تک رسائی حاصل کر لیتی ہے۔

قرآن مقدس میں اللہ رب العزت نے انبیاے کرام علیہم السلام کا طریقہ اور سنت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ اپنے پاس بغرض ملاقات آنے والے ہر فرد کو سلام کہتے۔ ذیل میں چند آیات مبارکہ بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں:

وَاِذَا جَآءَکَ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلۡ سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ کَتَبَ رَبُّکُمۡ عَلٰی نَفۡسِهِ الرَّحۡمَةَ اَنَّه مَنۡ عَمِلَ مِنۡکُمۡ سُوۡٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنۡ بَعۡدِهٖ وَاَصۡلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ۔ (۱)

ترجمہ: اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ تم پر سلام تمہارے رب نے اپنے ذمّہ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَلَقَدۡ جَاءَتۡ رُسُلُنَا إِبۡرَاهِیمَ بِالۡبُشۡرَی قَالُوا سَلاَمًا۔ (۲)

ترجمہ: اور بیشک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر آئے بولے سلام کہا (ابراہیم علیہ السلام نے بھی جواباً) سلام۔

إِذۡ دَخَلُوا عَلَیۡهِ فَقَالُوا سَلاَمًا قَالَ إِنَّا مِنۡكُمۡ وَجِلُونَ۔ (۳)

ترجمہ: جب وہ اس کے پاس آئے تو بولے سلام کہا ہمیں تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے

(۱)..... سورۃ الانعام، آیت: ٥٤

(۲)..... سورۃ الھود، آیت: ٦٩

(۳)..... سورۃ الحجر، آیت: ٥٢

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ۔ (۱)

ترجمہ: ان کے لیے ملتے وقت کی دعا سلام ہے۔

جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور دیدارِ الٰہی کے لیے انہیں بلایا جائے گا تو اس دن سلام کا خاص تحفہ ان کی نذر کیا جائے گا، یہ سلام لحاتِ وصل کا خصوصی تحفہ اور اَرمغانِ خاص ہوگا۔

یہ چند آیتیں بطور مثال پیش کی گئیں ورنہ ان کے علاوہ بیسیوں آیتیں سلام پیش کرنے کے متعلق موجود ہیں۔ بہر حال ان آیاتِ بینات سے جس امر کی وضاحت مقصود ہے اور جس نکتے پر زور دینا مطلوب ہے وہ سلام کی اَہمیت وخصوصیت سے متعلق ہے۔ سلام کو عام کرنے کا عمل اللہ تعالیٰ اور تمام ملائکہ کی سنت ہے۔ لقاے الٰہی کے وقت صالح اور نیکوکار بندوں کا اِستقبال بھی سلام کے تحفے سے کیا جائے گا۔ اَنبیاے کرام علیہم السلام کا معمول رہا ہے کہ اپنی ولادت کے دن کے حوالے سے ان کی زبانوں پر قرآن حکیم کے ارشاد کے مطابق وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُ کے کلمات تھے۔ یہ اِرشادِ خداوندی سلام کی خصوصی اَہمیت ومعنویت پر دلالت کرتا ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

قرآن حکیم کے درجِ ذیل اِرشاد پر عمل کے اعتبار سے بعض ذہنوں میں مغالطہ پایا جاتا ہے۔

اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ (۲)

ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اللہ رب العزت نے اس آیت مقدسہ میں اہل ایمان سے خطاب فرمایا ہے۔ نیز صلوٰۃ وسلام میں فرق اور امتیاز کی طرف بھی اشارہ ہے، بعض لوگ سلام کے تصور یا سلام کے جداگانہ تشخص پر

(۱)..... سورۃ الاحزاب، آیت: ٤٤

(۲)..... سورۃ الاحزاب، آیت: ٥٦

اعتراض کرتے ہیں اور تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سلام پہلے ہی صلوٰۃ (درودِ ابراہیمی) میں شامل کر دیا گیا ہے، جیسا کہ مذکور ہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ان کے نزدیک سلام، صلوٰۃ ہی کا حصہ ہے۔ اس لیے اس کی علیحدہ سے کوئی ضرورت نہیں سمجھتے۔ یہ نقطۂ نظر درست نہیں کیوں کہ سلام، صلوٰۃ کا حصہ ہونے کے باوجود ایک جداگانہ تشخص رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں دو باتوں کا حکم دیا ہے:

(۱) صَلُّوا عَلَیْہِ تم ان پر درود بھیجا کرو۔

(۲) وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا اور خوب سلام بھیجا کرو۔

یہاں رب تبارک وتعالیٰ نے صلوۃ وسلام دونوں کا ذکر الگ الگ فرمایا ہے لہٰذا جس طرح دو الگ الگ حکم ہیں ان کی تعمیل کے تقاضے بھی الگ الگ ہیں اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام دونوں کے نذرانے پیش کیے جائیں گے۔

درود و سلام حدیث مبارک کی روشنی میں

حضور نبی رحمت شفیع امت ﷺ نے مسلمانوں کو اَز راہِ ہدایت تلقین فرمائی ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجتے رہیں۔ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما اپنے جدامجد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

وصلّوا علیّ وسلّموا حیثما کنتم، فَسَیَبْلُغُنِی سلامکم وصلاتکم۔ (۱)

ترجمہ: اور تم جہاں بھی ہو مجھ پر درود وسلام بھیجتے رہا کرو، تمہارے درود وسلام مجھ تک پہنچتے ہیں۔

اِس حدیث شریف میں بھی دو باتوں کی تلقین کی گئی ہے۔ ایک صلوٰۃ اور دوسرا سلام لہٰذا جب

(۱) (الف) مسند أحمد بن حنبل (ب) المصنف لابن ابی شیبہ

(ج) تفسیر ابن کثیر نے تفسیر القرآن العظیم میں فَسَیَبْلُغُنِی کی بجائے فَتَبْلُغُنِی کا لفظ بیان کیا ہے۔

(د) امام عسقلانی نے بھی لسان المیزان میں فَتَبْلُغُنِی کا لفظ ذکر کیا ہے۔

(ہ) صاحب کنز العمال نے کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال میں لکھا ہے کہ اِسے حکیم ترمذی نے روایت کیا ہے۔

حضور ﷺ کا واضح اِرشاد ہے کہ مجھ پر درود پڑھو اور سلام بھیجو تو پھر ہم اِنہیں کیسے ایک تصور کر سکتے ہیں۔آپ ﷺ نے ہمیشہ اپنے نام لیواؤں کو یہی تلقین فرمائی کہ مجھ پر صلوٰۃ اور سلام بھیجا کرو۔

درود وسلام کی بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں رسائی

جب کوئی اُمتی درود وسلام کا نذرانہ بھیجتا ہے تو یہ ہدیہ بارگاہِ سرورِ کون و مکاں ﷺ میں مختلف طریقوں سے پہنچتا ہے جس کا ثبوت متعدد احادیث سے ملتا ہے۔ ذیل میں ہم اُن اَحادیث مبارکہ میں سے چند کو بیان کررہے ہیں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ اُمتی جہاں کہیں بھی ہوں اُن کی طرف سے پیش کیا جانے والا درود وسلام براہِ راست بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں پہنچتا ہے۔ اس کے لیے احادیث میں تَبْلُغُنِی، فَتَبْلُغُنِی، يَبْلُغُنِی، فَسَيَبْلُغُنِی وغیرہ جیسے اَلفاظ وارد ہوئے ہیں، جو لغوی اعتبار سے معروف کے صیغے ہیں مجہول کے نہیں، اور اِن صیغوں کا فاعل خود صلاتکم اور سلامکم ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل روایات سے ظاہر ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

صلّوا عليّ، فإنّ صلاتكم تَبلُغُنِي حيث كنتم۔ (۱)

ترجمہ مجھ پر درود بھیجتے رہو، بے شک تمہاری طرف سے بھیجے گئے درود (خود) مجھ تک پہنچتے ہیں خواہ تم کہیں بھی ہو۔

حضرت علی بن حسین اپنے دادا حضرت علی رضی اللہ عنھم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

فإن تسليمكم يَبْلُغُنِي أين ما كنتم ۔ (۲)

ترجمہ پس تم جہاں کہیں بھی ہو تمہارے سلام مجھ تک (خود) پہنچتے ہیں۔

حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

(۱)....سنن اَبوداوَد مطبوعہ دار الفکر، بیروت، السنن، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور، حدیث:۲۰۴۲

(۲)......مسند اَبویعلی، شاملہ، حدیث:۴۶۹

صَلُّوا عَلَيَّ وَسَلِّمُوا ، فَإِنَّ صَلاتَكُمْ وَسَلامَكُمْ يَبْلُغُنِي أَيْنَمَا كُنتُمْ۔

ترجمہ: مجھ پر درود و سلام بھیجتے رہا کرو، بے شک تمہارے درود و سلام (خود) مجھ تک پہنچتے ہیں اگرچہ تم جہاں بھی ہو۔

درود و سلام وہ مقبول و محمود اور پاکیزہ عمل ہے جس میں ربِ کائنات بھی اپنے ملائکہ اور بندوں کے ساتھ شریک ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب گرامی ﷺ کو یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ آپ ﷺ براہِ راست اپنے اُمتیوں کا درود و سلام سُنتے ہیں۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

أكثروا الصلاة علي يوم الجمعة، فإنه يوم مشهود تشهده الملائكة، ليس من عبد يصلي عليّ إلا بلغني صوته حيث كان۔(۱)

یعنی جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، بے شک جمعہ کا دن یومِ مشہود ہے (کیوں کہ) اس میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔ جو آدمی مجھ پر درود پڑھے اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے خواہ وہ کسی بھی جگہ پڑھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کی وفات کے بعد بھی ہم یہ عمل جاری رکھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: **وبعد وفاتي، إن الله عزوجل حرّم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء۔** (ہاں) میری وفات کے بعد بھی (تم یہ عمل جاری رکھو)، بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔

اِس حدیث مبارکہ میں بَلَغَنِي صَوتُهُ کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی فرشتہ صلوٰۃ و سلام حضور ﷺ کی بارگاہ تک نہیں پہنچاتا بلکہ آپ ﷺ خود بلا واسطہ درود و سلام پڑھنے والے کی آواز سماعت فرماتے ہیں۔ اس میں دور و نزدیک کی قید ہے نہ کسی کا پہنچانا شرط ہے بلکہ خود حضور ﷺ کا سننا ثابت ہے۔ امامِ عشق و محبت سرکارِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے معرکۃ الآرا اور مشہورِ زمانہ سلام (مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام) میں کیا خوب فرمایا ہے:

(۱)......مسند أبو يعلى، شاملہ، حدیث: ٦٧٦١

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

ایک مرتبہ حضور نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ جو آپ ﷺ پر دور و نزدیک سے درود پڑھتے اور سلام بھیجتے ہیں اور بعد میں آنے والے بھی پڑھیں گے اور بھیجیں گے، کیا یہ سب آپ ﷺ کو پیش کیے جاتے ہیں؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: أسمع صلاة أهلِ محبتي وأعرفهم۔ میں اہلِ محبت کا درود خود سنتا ہوں اور اُنہیں پہچانتا (بھی) ہوں۔

اِس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اہلِ محبت کا درود نہ صرف خود سُنتے ہیں بلکہ بھیجنے والوں کو پہچانتے بھی ہیں، اگرچہ وہ دور کسی مقام پر اور بعد کے کسی زمانے میں ہی کیوں نہ ہوں۔

حضور ﷺ سلام کا جواب بھی عطا فرماتے ہیں

حضور نبی اکرم ﷺ نہ صرف اُمت کی طرف سے بھیجا جانے والا درود و سلام سُنتے ہیں بلکہ اس کا جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ما من أحد يسلّم عليّ إلا ردّ الله عليّ روحي، حتى أردّ عليه السّلام۔(۱)

یعنی جب کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح واپس لوٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ما من مسلم سلّم عليّ في شرق ولا غرب، إلا أنا وملائكة ربّي نردّ عليه السّلام۔(۲)

مشرق و مغرب میں جو مسلمان بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے میں اور میرے رب کے فرشتے اُس کے (بھیجے ہوئے) سلام کا جواب دیتے ہیں۔

---

(۱)......الدرّ المنضود في الصلاة والسّلام على صاحب المقام المحمود ﷺ.
(۲)......حلية الأولياء وطبقات الأصفياء

اِن اَحادیثِ مبارکہ سے یہ بھی واضح ہوا کہ حضور نبی اکرم ﷺ دور ونزدیک ہر جگہ سے اپنے اُمتیوں کی طرف سے پیش کیا جانے والا درود وسلام سنتے ہیں۔اور آپ ﷺ تک تمام اُمتیوں کے درودو سلام کی نہ صرف آواز پہنچتی ہے بلکہ آپ ﷺ جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔اتنے واضح اَحکامات اور کثیر فضائل کے باوُ جود بھی اگر کوئی صلاۃ وسلام پر اِعتراض کرے اور اِس کے لیے منعقدہ محافلِ میلاد پر طعن وتشنیع کرے تو اسے صرف بدبختی پر ہی محمول کیا جائے گا۔انہیں چاہیے کہ قرآن وسنت کے دلائل کی روشنی میں حقائق کی معرفت حاصل کریں۔

قیام تعظیمی

نبی رحمت شفیع امت ﷺ کی تعظیم وتکریم اور عظمت شان کے اظہار کے لیے دست بستہ کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کو قیام تعظیمی کہتے ہیں۔قیام تعظیمی کا یہ سلسلہ ہر دور اور ہر زمانے میں رائج رہاہے اور آج بھی جاری وساری ہے۔عشاقانِ نبی اپنے محسن آقا ومولا ﷺ کی بارگاہ میں الفت و احترام کے گجرے سجاتے اور خاص اہتمام کرتے ہیں ان شاءاللہ تبارک وتعالیٰ کرتے رہیں گے اور اپنی جانثاری کا ثبوت دیتے رہیں گے۔

قرآن کریم میں ایمان والوں کو نبی معظم ومحتشم ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا تاکیداً حکم فرمایا۔چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ۔ (۱)

ترجمہ: تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔

وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآيِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْب ۔ (۲)

ترجمہ: اگر کوئی شخص شعائر اللہ کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کے اندر تقویٰ کی نشانی ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بارگاہِ خیر الانام علیہ التحیۃ والثنا کے آداب واحترام بجالانے اور اپنی آوازیں پست رکھنے کا حکم دیتے ہوئے حق تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا:

(۱)......سورۃ الفتح، آیت:۹

(۲)......سورہ البقرۃ، آیت: ۲۳

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَرفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لا تَشْعُرُونَ۔ (۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

اس آیت میں حضور نبی مکرم و معظم ﷺ کا اجلال و اکرام اور ادب و احترام کی تعلیم فرمائی گئی اور حکم دیا گیا کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں اس طرح نہ پکاریں بلکہ کلماتِ ادب و تعظیم، توصیف و تکریم اور القابِ عظمت کے ساتھ عرض کریں جو عرض کرنا ہو کہ ترکِ ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔ پس جس طرح تعظیم و توقیر مصطفیٰ کا حکم ہے اسی طرح آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجنا اور ادب و احترام لازم و ضروری اور جزء لاینفک اَمر ہے۔ اب احادیث بھی اس تعلق سے پیش کیے جاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

ان رَسُولَ الله ﷺ جلسَ مَعنا فِي المسجد يحدثنا فاذا قَامَ قُمنا قياماً حتى نَراهُ قد دخَل بعض بيوتِ ازواجِه۔ (۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ مسجد میں ہمارے درمیان تشریف فرما ہوتے اور باتیں کرتے رہتے جب کھڑے ہوتے تو ہم لوگ بھی کھڑے ہو جاتے اور کھڑے ہی رہتے یہاں تک کہ آپ کو اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کے گھر میں داخل ہوتے دیکھ نہ لیتے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَآهَا قَدْ اَقْبَلَتْ رَحَّبَ بِهَا ثُمَّ قَامَ إِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِهَا فَجَاءَ بِهَا حَتّٰى يُجْلِسَهَا فِي مَكَانِهِ .وَكَانَتْ إِذَا اَتَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

(۱)......سورۃ الحجرات، آیت: ۲

(۲)......مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، باب القیام حدیث: ۴۷۰۵

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحَّبَتْ بِهٖ ثُمَّ قَامَتْ إِلَيْهِ فَقَبَّلَته. (۱)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آتے دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے اور بڑھ کر ان کا استقبال کرتے، ان کو بوسہ دیتے پھر ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لاتے اور اپنی جگہ بٹھاتے اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تشریف لے جاتے تو وہ بھی کھڑی ہو جاتیں اور بڑھ کر آپ کا استقبال کرتیں اور پھر آپ کا ہاتھ تھام کر دست بوسی کرتیں۔

اِن احادیث سے معلوم ہوا کہ کسی معظم و محترم شخص کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا خود رسول اللہ ﷺ اور خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سنت اور ان کے حکم کے مطابق و موافق ہے۔ اسے بدعت کہنا سراسر جہالت و گمراہی اور سعادت سے محرومی ہے۔ امت کے ائمہ مجتہدین و محدثین، علمائے مکرمین، اولیاے کاملین اور سلف صالحین کا صدیوں سے معمولِ مسعود رہا ہے اور اب بھی اہل سنت و جماعت اس پر عمل پیرا ہے۔

علامہ برزنجی رسالہ مولد النبی ﷺ میں رقمطراز ہیں:

وَقد اِستَحسن القَيَام عِندَذِكر مَولده الشَريف ائمة ذو رواية و دراية فطوبىٰ لِمَن كَانَ تَعظيمه ﷺ غاية مرامه۔

ترجمہ: ولادت شریف کے ذکر کے وقت ائمہ محدثین وفقہا نے قیام کو امر مستحسن قرار دیا ہے تو خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جس نے آپ ﷺ کی تعظیم کو اپنا مطمح نظر بنالیا ہے۔

علامہ حلبی فرماتے ہیں:

ومن الفوائد جرت عادة كثير من الناس اذا سمعوا بذكر وضعه ﷺ ان يقوموا تعظيماً له وهذا القيام بدعة لا اصل لها اى لكن بدعة حسنة لانه ليس كل بدعة مذمومة۔

ترجمہ: کثیر لوگوں کی یہ عادت ہے جب نبی رحمت ﷺ کی ولادت کا ذکر سنتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کے لیے تعظیماً قیام کرتے ہیں اور یہ قیام بدعت ہے لیکن اچھی بدعت ہے کیونکہ ہر بدعت بری

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب المصافحہ و المعانقہ، حدیث: ۴۶۸۹

نہیں ہوتی۔منکرین و مانعین میلاد و قیام یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ محفل میلاد میں بہت سے غیر شرعی امور بھی انجام دیے جاتے ہیں۔لہٰذا میلاد و قیام بدعت و ناجائز ہے۔جواباً عرض ہے کہ اگر کسی جائز و مستحب کام میں بعض ناعاقبت اندیش اپنی جہالت کی بنا پر کچھ غیر مشروع و غیر مناسب باتیں شامل کر دیں یا کرلیں تو اس وجہ سے نفس میلاد و قیام ہی ناجائز و حرام ہو جائے ایسا نہیں ہرگز نہیں۔جیسا کہ خود اکابر وہابیہ و دیابنہ کے مرشد اعلی حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کی تحریر کردہ اس عبارت سے بھی واضح ہے آپ فرماتے ہیں:

اگر عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے ایسے امور سے انکار کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولود شریف اگر چہ بوجہ آنے نام آں حضرت ﷺ کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر اس کے سردار عالم و عالمیان روحی فداک کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔(۱)

معلوم ہوا کہ ادب واحترام اور تعظیم و توقیر کے لیے قیام کرنے کا یہ طریقہ صدیوں سے جاری و ساری ہے، پھر جو لوگ اس پاکیزہ و متبرک فعل سے منع کرتے ہیں، انہیں اپنی فکر کی اصلاح کرنی چاہیے۔محبوب خدا ﷺ کی تعظیم و تکریم بھی محبت کے تقاضوں میں سے ہے کہ اس سے عقیدت و محبت میں اضافہ ہوتا ہے اور محبت میں پختگی بھی آتی ہے۔قرآن کریم میں آپ ﷺ کی محبت کو دل و جان میں بسانے کا حکم دیا گیا ہے۔یہی نہیں بلکہ ایمان لانے کے بعد محبت و تعظیم کو لازم قرار دیا گیا۔دیکھئے سورہ فتح کی آیت نمبر:۹/جس میں محبت اور تعظیم و توقیر کے سوتے پھوٹتے نظر آتے ہیں۔وہ دل، دل نہیں جس میں ان کی محبت کی چمک نہ ہو، وہ سینہ، سینہ نہیں جو ان کی محبت میں نہ پھٹے۔صحابہ کی مقدس جماعت نے اس رازِ الفت کو سمجھ کر عمل کیا تو وہ فیض پایا کہ قرآن نے ان کو بلندیاں بخشیں اور قلوب مسلمین میں ان کی یادیں بسا دیں۔محبت و تعظیم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے جو نظارے ان کی زندگیوں میں ملتے ہیں وہ بے مثل و بے نظیر ہیں۔دنیا ایسے عشاق دکھائے تو سہی، جو اپنے محبوب کی اتنی توقیر کرتے ہیں کہ ان کی

(۱) امداد المشتاق، ص: ۸۸

بارگاہ میں اونچی آواز سے بولنا بھی خلافِ ادب سمجھتے ہیں۔ کسی کی جرأت و ہمت نہیں کہ انہیں آنکھ بھر کر دیکھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی آمد ورفت پر قیام کرتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک محبوب خدا ﷺ تشریف فرما نہ ہو جائیں یا کہیں اور تشریف نہ لے جائیں۔

اہل سنت کے جذبات تو یہ ہے، ع

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

ہم نے یہاں میلاد، صلوٰۃ وسلام اور قیام کے بارے میں صرف چند آیات و احادیث اور اقوال ائمہ ومحدثین اختصاراً بیان کی ہیں، ورنہ اِس موضوع پر آیات واحادیث اور اقوال ائمہ ومحدثین کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

زیرنظر رسالہ قصبہ پریہار کا فیصلہ کن مناظرہ فرقہ ضال ومضل کی شکست فاش کی روداد ہے۔ اصل ہوا یہ کہ پریہار جو بہار کا ایک قصبہ ہے وہاں کے عوامِ اہل سنت کو کچھ دیوبندی مولویوں نے مسئلہ سلام وقیام تعظیمی کے تعلق سے گمراہ کرنے کی ناپاک جسارت کی جس کی وجہ سے وہاں کے لوگوں میں اختلاف وانتشار پھیل گیا۔ تو احقاق حق وابطال باطل کے لیے مناظرہ ہونا طے پایا۔

جس میں سنیوں کی طرف سے بحیثیت صدر ادیب شہیر مصنف شان خطابت حضرت علامہ مفتی محمد مصلح الدین برہانی صاحب قبلہ، وبحیثیت مناظر مناظرِ اہل سنت، شیر اعلیٰ حضرت، قائد اہل سنت حضرت علامہ مفتی عبدالمنان کلیمی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ نے جلوہ فرما ہو کر باطل کو مبہوت اور حق کو واضح فرما دیا۔ فقیر راقم السطور نے موضوع، مسئلہ اور بحث کی اہمیت کے پیش نظر اس فیصلہ کن مناظرہ کی روداد کو کچھ اضافے کے ساتھ افادہ عامۃ المسلمین کی خاطر تحقیق، تخریج اور ترتیب جدید کی کوشش کی ہے۔ مجھے اپنی کم علمی وبے مائیگی کا بھرپور احساس ہے لہذا اہل علم وفن اور اصحاب فکر ونظر کی بارگاہ میں مودبانہ عرض گزار ہوں کہ اگر کہیں کوئی کمی وکوتاہی نظر آئے تو ہدف تنقید بنانے کے بجائے اصلاح وحوصلہ افزائی فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے ہمارے علما وقائدین کا سایہ ہم پر

تا دیر قائم و دائم فرمائے اور مسلمانوں کے ایمان و عقیدے کی حفاظت فرمائے اور مجھ ناچیز کو مزید خدمت دین کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین **ثم آمین بجاہ سید المرسلین وعلی اٰلہ وصحبہ اجمعین۔**

فقیر ابو رضوانی محمد فضل یزدانی رضوی امجدی

بھمر پورا ضلع مہوتری نیپال، حالیہ پتہ دوحہ قطر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆

ارشاد گرامی

فاضل جلیل، حضرت علامہ مولانا عبد المنان صاحب کلیمی، استاذ معقولات دار العلوم اہلسنت شمس العلوم گھوسی، اعظم گڑھ، یوپی۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بلا شبہ قصبہ پریہار کا یہ مناظرہ اپنی نوعیت کا واحد اور تاریخی مناظرہ تھا، جس میں قیام وسلام کے اہم موضوع پر سیر حاصل بحثیں ہوئیں، ہر فریق نے اپنی معلومات کے اعتبار سے دعوی کو ثابت کرنے کی کوشش کی، لیکن حق وصداقت کس کے ساتھ ہے وہ سب کچھ اس رسالہ میں موجود ہے۔ حسن اتفاق کہ اہل سنت وجماعت کی طرف سے میں ہی مناظر تھا، میں اس پر جتنا بھی ناز کروں کم ہے، کیوں کہ میں عشق مصطفی ﷺ کا پرچم لہرانے گیا تھا، اور میں اس میں کامیاب بھی ہوا، افسوس صد افسوس کہ ہم جس کا کھاتے ہیں آج اسی کی عظمت ورفعت پر دھول جھونکتے ہیں، یقیناً حضرت مولانا مصلح الدین صاحب قادری کی یہ کوشش قابل قدر ولائق صد تحسین ومبارک باد ہے، جنھوں نے فریقین کے سوالات وجوابات کو گلدستہ کی شکل میں عوام کے سامنے رکھ دیا، اب عوام کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس علمی گلدستہ سے استفادہ کریں یا نہ کریں۔ دعا ہے کہ رب کریم اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ میں مولانا موصوف کی قلمی صلاحیت میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے، اور ہمارے علاقہ کی عوام کو صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق دے، اس موقع پر میں ارکان واساتذہ دار العلوم رضاء العلوم کنہواں کا شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے عین موقع پر کتابیں مرحمت فرما کر میری حوصلہ افزائی کی۔ اللہ ان تمام حضرات کو اجر وثواب سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

عبد المنان کلیمی، فاتح القادری بتاریخ ۶ مئی سنہ ۱۹۷۸۔

عرض حال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحث ومناظرہ کوئی آج کی چیز نہیں ہے، آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک مناظرہ ہوتا آیا ہے، اور صبح قیامت تک ہوتا رہے گا، صرف شکل اور نوعیت میں فرق ہے۔ پہلے مسلمان اور کافر یا مسلمان اور ملحد و بے دین کے درمیان مناظرہ ہوتا تھا، لیکن اب مسلمانوں کے درمیان بحث ومناظرہ ہونے لگا ہے، کیوں کہ دونوں فریق اپنے کو مسلمان کہتے ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو خود حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ قرب قیامت میں میری امت میں تہتر فرقے ہو جائیں گے جس میں بہتر ناری ہوں گے صرف ایک جنتی۔ (۱) دوسری حدیث میں آیا ہے کہ سب اپنے کو سچا صحیح العقیدہ مسلمان بھی بتائیں گے، لیکن حال یہ ہوگا کہ ان کا اسلام حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ (۲)

اسی سلسلے کی ایک کڑی قصبہ پر یہار کا فیصلہ کن مناظرہ ہے، جس میں ایک فریق حضور ﷺ کی تعظیم وتکریم کے لیے قیام کو ثابت کرتا تھا، اور دوسرا فریق حضور ﷺ کی تعظیم وتوقیر کی مخالفت میں قیام کو ناجائز وحرام اور خلاف شرع بتاتا تھا۔ جس کی ساری تفصیل اس کتاب میں موجود ہے۔ اس مناظرہ میں سنیوں کی طرف سے راقم الحروف اور حضرت مولانا کلیمی صاحب اور دیوبندیوں کی طرف سے جناب

---

(۱) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وسَلَّمَ :إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ افْتَرَقَتْ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً ، وَإِنَّ أُمَّتِي سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً ، كُلُّهَا فِي النَّارِ ، إِلَّا وَاحِدَةً وَهِيَ الْجَمَاعَةُ. (سنن ابن ماجه ، كتاب الفتن ، باب افتراق الامم ، حديث:۳۹۹۳، دارالفكر، بيروت)

(۲) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم -يَقُولُ يَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَحْدَاثُ الأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الأَحْلاَمِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لاَ يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . (سنن نسائى، كتاب تحريم الدم ، باب مَنْ شَهَرَ سَيْفَهُ ثُمَّ وَضَعَهُ فِي النَّاسِ ، حديث:۴۱۱۹، دارالفكر، بيروت)

مولوی ظہیر الدین صاحب موتی گیر پرسا، ومولوی عبدالسمیع احمد صاحب موتی گیر پرسا، ومولانا محمود صاحب کنہواں ایک مولوی اور تھے، یہ مناظرہ نہایت زوردار اور فیصلہ کن ثابت ہوا، روداد مناظرہ کی ترتیب میں صحت کا کافی لحاظ رکھا گیا ہے، پھر بھی اگر کسی قسم کی غلطی معلوم ہو تو فورا مطلع کریں اس کی اصلاح ہو جائے گی۔ امید ہے کہ عوام الناس اس رسالہ کو پڑھ کر راہ راست پر آنے کی کوشش کرے گی۔

فقط

محمد مصلح الدین قادری ،مورخہ ۵؍مئی ۱۹۷۸ء

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

معززقارئین کرام ------------------

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

چوں کہ یہ فیصلہ کن مناظرہ جناب مظہرالحق صاحب سرپنچ قصبہ پر یہار ضلع سیتامڑھی بہار کی تحریک پر ہوا تھا، اس لیے مورخہ ۱۲/اپریل ۱۹۷۸ بروز بدھ دونوں فرقوں کے علما محترم موصوف کے دروازے پر پہونچے اور یہ پہلے ہی طے پاچکا تھا کہ یہ مناظرہ جامع مسجد میں ہوگا، تاکہ نظم وضبط میں سہولت ہو۔ چناں چہ مختصر ملاقات وتعارف کے بعد سارے علما ومشاہدین کشاں کشاں جامع مسجد کی طرف آنے لگے، اس جذبہ وشوق کے ساتھ کہ آج مسئلہ قیام وسلام پر فیصلہ کن مناظرہ ہونے جارہا ہے ۔آج کے دن عوام وخواص کے سامنے یہ واضح ہوجائے گا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔ اور سب جان جائیں گے کہ منکرین قیام وسلام صحیح راستہ پر ہیں یا مثبتین قیام وسلام۔

الغرض مسجد میں پہنچتے ہی جناب مظہرالحق صاحب نے فرش کا اہتمام کیا، آمنے سامنے دونوں فرقوں کے علما اور علما کے سامنے پر یہار وعلاقہ پر یہار کے عوام وخواص براجمان ہوئے جب نشست گاہ کا تعین ہوگیا اور سارے لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو مولانا کلیمی نے اصول مناظرہ کی رعایت کرتے ہوئے فرمایا کیا اچھا ہوتا کہ دونوں فریق اپنے اپنے صدر اور متکلم کا انتخاب کر لیتے تاکہ مناظرہ میں کسی قسم کی شرانگیزی وبدنظمی کی نوبت نہ آنے پائے۔

اس پر فورا جناب مظہرالحق صاحب بول پڑے کہ دونوں فریق میں الگ الگ صدر کی کیا ضرورت ہے صرف ایک صدر ہو جو دونوں فریق کے علما کی نگہداشت کرے، اور جب کوئی مناظر موضوع سے ہٹتا ہوا معلوم ہو تو اسے تنبیہ وتاکید کرے، جس کی تائید دیوبندی علمانے بھی کی۔

لیکن مولانا کلیمی نے اس تجویز سے عدم اتفاق کرتے ہوئے فرمایا، اس قسم کا نظریہ کسی مذہبی ودینی بحث ومناظرہ کے لیے درست نہیں، یہ کسی سیاسی وعوامی پروگرام کے لیے ہوسکتا ہے، کیوں کہ ہم

میں سے اگر کوئی صدر ہوگا تو وہ دیوبندی مناظرین کے نزدیک قابل قبول نہیں مانا جائے گی، اسی طرح دیوبندی علما میں سے اگر کوئی صدر ہوا تو وہ ہمارے نزدیک غیر مستند متصور ہوگا، یہ انسان کا فطری تقاضا ہے۔

کیوں کہ ہر ایک فریق ایک دوسرے کے بارے میں غیر اطمنانی کا اظہار کرے گا، اور اگر عوام میں سے کسی کو صدر منتخب کرلیا جاے تو ہم اس حق میں بھی نہیں کہ ایک عوامی صدر علماء پر پابندی عائد کریں اور مناظرین اسکے حکم کے مطیع وفرماں بردار بن جائے یہ علماء کے منسب کے خلاف ہے. ہاں اگر مجمع کو قابو میں رکھنے کے لئے ایسا کرنا چاہتے ہیں تو ہم ایک نہیں ہزاروں صدر بنا سکتے ہیں.۔

مولانا کلیمی کی اس تجویز پر جناب مظہر الحق صاحب کو اطمنان نہیں ہوا تو جناب عبدالقیوم صاحب سے استصواب رائے کیا. جناب عبدالقیوم صاحب نے مولانا کلیمی کے مشورے کی تائید کی، بالاخر مولانا کلیمی کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے دیوبند فرقہ کی طرف سے مولانا محمود صاحب مدرس مدرسہ اشرف العلوم کنہواں کو صدر اور مولوی ظہیر الدین مدرس مدرسہ اسلامیہ موتی گیر پرسا کو متکلم۔ اور سنی جماعت کی طرف سے راقم الحروف کو صدر اور حضرت مولانا عبد المنان صاحب کلیمی کو مدرس دارلعلوم اہلسنت شمس العلوم گھوسی ضلع اعظم گڑھ یوپی کو متکلم اور مجمع کو کنٹرول کرنے کے لیے جناب ہیڈ مولوی صاحب کو منتظم منتخب کیا گیا۔

مناظرہ کا باقاعدہ آغاز: ابتدائی مرحلوں سے گزرنے کے بعد مولانا کلیمی نے فرمایا:

''یہ تو معلوم ہے کہ موضوع مناظرہ قیام وسلام ہے۔ لیکن یہ اچھی طرح واضح ہوجانا چاہیے کہ اس بارے میں ہم دونوں فریق کا کیا عقیدہ وموقف ہے تاکہ عوام الناس کو مسائل سمجھنے اور دعوے کے مطابق دلائل کے جاننے میں آسانی اور سہولت ہو اور یہ مناظرہ کا اصل الاصول بھی ہے کہ موضوع مناظرہ خوب واضح ہوتا کہ ایک دوسرے کو تعاقب کرنے میں کسی قسم کی زحمت نہ ہو''۔

لیکن افسوس صد افسوس کہ دیوبندی متکلم اپنا عقیدہ ظاہر کرنے سے گریز کرتے رہے اور کافی اصرار کے باوجود اپنے معتقدات بتانے سے انکار کیا، اور بار بار یہ کہتے رہے کہ جناب مظہر الحق صاحب

نے جو رقعہ دیا ہے اسی کے مطابق مناظرہ ہوگا، یا وہ جو کہیں وہی مرکز مباحثہ متصور ہوگا۔

مولانا کلیمی نے فرمایا اور متعدد دفعہ فرمایا جناب مظہر الحق صاحب یا اور کوئی شخص ہزار رقعہ دیں اس وقت تک ہمیں ان سے کوئی مطلب نہیں صرف آپ سے مطلب ہے، چونکہ آپ مناظرہ کرنے آئے ہیں اور اس میں عیب وشرم کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ آپ عوام وخواص کو اپنے عقائد و خیالات سے مطلع کریں، ہم اپنے عقیدے کا برملا ذکر کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک محفل میلاد پاک میں قیام کرنا اور سلام پڑھنا جائز و مستحسن و باعث خیر و برکت ہے، برائے خدا ذرا آپ بھی اپنا عقیدہ بتائیے۔ واللہ العظیم مجمع شاہد ہے کہ دیوبندی متکلم نے ہزار کوششوں کے باوجود بھی اپنے عقیدہ کا اظہار نہ کیا۔

عقیدہ نہ ظاہر کرنے کی وجہ : قارئین کے نزدیک یہ واضح ہوگیا ہوگا کہ عقیدہ نہ ظاہر کرنے میں کیا راز پنہاں ہے، ممکن ہے ہمارے تمام قارئین کرام کا ذہن وہاں تک نہ پہونچے، اسلئے جو ہم نے سمجھا ہے، وہ گوش گزار کردینا مناسب سمجھتے ہیں، دیوبندی علماء یہ محسوس کررہے تھے کہ اگر ہم نے اپنا عقیدہ ظاہر کردیا کہ قیام وسلام بدعت وحرام ہے، اور بعد میں دلائل و براہین کی روشنی میں اسکا بدعت وحرام ہونا ثابت نہ ہوسکا تو کافی ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا، جیسا کہ آئندہ صفحات سے عیاں ہے۔

علاوہ ازیں اس علاقہ میں بعض مقامات پر کچھ دیوبندی علماء قیام کرچکے ہیں، ممکن ہے ہمارے اس عمل کو عقیدہ کی مخالفت میں دلیل بنا کر پیش نہ کردیں، اور ہم پر برسر محفل: **لم تقولون ما لا تفعلون** ؛ جیسے وعید کے مستحق نہ ہوجائیں، اس لئے دیوبندی علماء اپنا عقیدہ ظاہر کرنے سے کتراتے رہے اور حتی الامکان گول مول باتوں سے مولانا کلیمی کے سوالات سے اپنے کو بچاتے رہے۔

موضوع مناظرہ : بالآخر جب مولانا کلیمی نے یہ دیکھا کہ وقت نکلتا جارہا ہے، اور یہ اپنا عقیدہ بتانے سے گریز کررہے ہیں تو جناب مظہر الحق صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

”لائیے اپنا سوال نامہ، وقت ضائع ہورہا ہے، تو فوراً جناب مظہر الحق صاحب نے چار سوالات پر مشتمل ایک سوال نامہ لکھ کر عنایت فرمایا، جس کا پہلا سوال تھا:

(۱) کیا محفل میلاد پاک میں قیام کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟۔

اس صورت حال سے یہ اندازہ لگ رہا تھا کہ یہ سب کچھ سوچی سمجھی اسکیم کے تحت ہو رہا ہے، جس کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ یہ تمام حضرات صبح ہی کو تشریف فرما ہو چکے تھے جبکہ علما کو التزاماً ظہر بعد پہنچنا تھا۔

پہلی تقریر: مولانا کلیمی نے مذکورہ سوال کا جواب ایسے فاضلانہ و محققانہ انداز میں دیا کہ اہل علم حیرت واستعجاب کے عالم میں پڑ گئے اور دیو بندی مناظر پھٹی پھٹی آنکھوں سے مولانا موصوف کی طرف دیکھنے لگے۔

مولانا کلیمی نے قیام کے اثبات میں جو ابتدائی تقریر کی تھی اس کا کچھ حصہ جس کو ہمارے ذہن نے محفوظ رکھا ہے۔ ہدیۂ قارئین کرام کرتے ہیں۔

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم

اصول فقہ کا قاعدہ کلیہ مسلمہ ہے: ''**الاصل فی الاشیاء الاباحة**''(۱)۔

یعنی ہر چیز کی اصل مباح اور حلال ہونا ہے۔ جب تک کہ اس کی ممانعت اور اس کا ناجائز وحرام ہونا قرآن وحدیث سے واضح نہ ہو جائے جس کی تائید مندرجہ ذیل آیتوں سے ہو رہی ہے:

(۱) ''**یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــٴَـلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَ اِنْ تَسْــٴَـلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا**'' (پ۷،۴ع)(۲)

ترجمہ: اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللہ انہیں معاف فرما چکا ہے۔

(۲) ''**وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ**''۔ (پ۵،۱ع)(۳)

ترجمہ: اور ان کے سوا جو ہیں وہ تمہیں حلال ہیں۔

(۳) ''**وَ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَیْكُمْ**'' (پ۸،۲ع)(۴)

---

(۱) **الاشباہ و النظائر**، ص:۹۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت

(۲) سورۃ المائدہ، آیت: ۱۰۱ (۳) سورۃ لنساء، آیت: ۲۴

(۴) سورۃ الانعام، آیت: ۱۱۹

ترجمہ: وہ تم سے مفصّل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا۔

لہذا ان تشریحات کی روشنی میں روز روشن کی طرح یہ واضح ہو گیا کہ میلاد مبارک میں قیام کرنا جائز ومباح ہے؛ کیوں کہ ہمارے سامنے کوئی بھی ایسی آیت یا حدیث نہیں ہے جس سے قیام میلادی کا انکار ملتا ہو۔ ہمارے خصم کے پاس اگر اس مضمون کی کوئی آیت وحدیث ہے تو پیش کریں، لیکن میرا دعویٰ ہے کہ وہ صبح قیامت تک نہیں پیش کر سکتے ۔ یہ الگ بات ہے کہ لوگوں کو عشق رسول اور عظمت نبی ﷺ کے ناقابل انکار حقیقت سے دور رکھنے کے لیے گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ جا کر قیام وسلام جیسے شعائر دین پر بدعت وحرام کا فتویٰ لگائیں اور یہ بیان کریں کہ اس کا ثبوت قرآن وحدیث میں کہیں نہیں ہیں ۔ میں دیوبندی متکلم سے عرض کروں گا کہ آپ کے نزدیک ریل سے سفر کرنا ، مدارس کا قیام ،اور چندہ وامداد کے لیے روداد ورسید کی طباعت واشاعت جائز ہے یا حرام؟ اگر جائز ہے تو برائے مہربانی کوئی آیت اور حدیث بیان فرما دیجیے، میں آپ کا ممنونِ کرم ہوں گا۔

آیت وحدیث کیا بیان کریں گے۔ مولانا کلیمی کی تقریر کا جو دیوبندی مناظر نے جواب دیا وہ قابل حیرت بھی ہے اور مضحکہ خیز بھی۔

دیوبندی متکلم کا جواب اور اس پر علمی معارضات: حضور ﷺ کی حدیث ہے:

’’ الْحلاَلُ مَا أَحلَّ اللّٰهُ فِی کِتَابِهِ ، وَالْحرَامُ مَا حرَّمَ اللّٰهُ فِی کِتَابِهِ ، وَمَا سَکتَ عَنْهُ ، فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ‘‘۔ (۱)

یعنی اللہ تبارک وتعالی نے اپنی کتاب میں جس کو حلال فرمایا ہے حلال ہے اور جس کو حرام فرمایا ہے حرام ہے اور جن چیزوں کا ذکر نہیں ہے وہ عفو کے درجہ میں ہے یعنی اگر کسی نے اس کو کر لیا تو وہ ماخوذ نہیں ہوگا۔ لہذا اگر آپ نے قیام کو جائز وحلال کیا ہے تو کوئی آیت پیش کیجیے۔ جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہے کہ حلال امر کے لیے کوئی آیت ہونی چاہیے۔

(۱) سنن ابن ماجه ، کتاب الاطعمه ،باب اکل الجبن و السمن، حدیث: ۳۳۶۷، دارالفکر، بیروت

اورآپ نے جو''الاصل فی الاشیاء الاباحۃ '' کلیہ پیش کیا ہے وہ قابل استناد نہیں ہے، دیکھ سکتے ہیں تفسیر ابن کثیر جو ہمارے پاس موجود ہے ۔اورآپ نے جو مدارس ،ریل کے سفر،اور روداد ورسید کی اشاعت کا مسئلہ چھیڑا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث وقرآن میں احکام الٰہیہ و فرمودات نبویہ کی تبلیغ واشاعت کے واضح نصوص ملتے ہیں جن کے ضمن میں مدارس کا قیام ،ریل کا سفر ،اورروداد ورسید کی اشاعت وطباعت جیسے بہت سارے مسائل آجاتے ہیں کیوں کہ یہ سب ذرائع تبلیغ اسلام ووسائل اشاعت دین ہیں۔

اس تقریر پر مولانا کلیمی نے جو علمی معارضات قائم کیے ہیں وہ پڑھنے کے قابل ہے۔

سبحان اللہ! موصوف نے جو حدیث پیش کی ہے اس سے دلالۃً وعبارۃً قیام ثابت ہوتا ہے یعنی حضورﷺ کا یہ ارشاد فرمانا کہ جن چیزوں کا ذکر قرآن میں نہیں ہے وہ عفو یعنی معاف ہے تو بقول آپ کے اگر ہم نے مان لیا کہ قیام کے جائز ومستحسن ہونے کا ذکر قرآن میں نہیں ہے تو وہ عفو ہے یعنی اگر کسی عاشق رسولﷺ نے قیام کرلیا تو وہ بدعت وحرام کا مرتکب نہیں سمجھا جائے گا ورنہ وہ عفو کے مفہوم کے منافی ہوگا حالاں کہ آپ حضرات قیام کو صرف بدعت ہی نہیں ناجائز وحرام اور نہ جانے کیا کیا کہہ ڈالتے ہیں۔

فرمائیے نانا جان (جناب مظہرالحق صاحب)! آپ جہاں کہیں بھی تشریف لے جاتے ہیں تو سب سے پہلا فتوی قیام کے ناجائز وحرام ہونے کا دیتے ہیں۔

دیکھ لیجیے! آپ کے ملا قیام کو عفو بتارہے ہیں یہ الگ بات ہے کہ قیام کرنے والے کو ثواب نہیں ملے گا تو گناہ بھی نہیں ہوگا جب کہ آپ حضرات قیام کرنے والے کو گنہگار ومرتکب عصیان بھی فرمادیتے ہیں اور ہمارے خصم جناب مولوی ظہیرلدین صاحب کا یہ کہنا کہ یہ کلیہ (الاصل فی الاشیاء الاباحۃ) مفتی بہ اور معمول فقہا نہیں ہے۔

ذرا اس کے متعلق فتاوی شامی کی ایک عبارت پیش کردیں جس میں علامہ شامی نے اس کلیہ کو مفتی بہ قابل عمل اور معمول علما بتایا ہے۔ چنداں یہ واضح کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ فتاوی شامی کس معیار کی کتاب ہے جس سے بلاتفریق مذہب وملت کوئی مفتی مستغنی وبے نیاز نہیں ہے۔الجامعۃ الاشرفیہ

(عربی یونیورسٹی) مبارک پور رہو یا دار العلوم دیو بند۔

شامی جلد اول کتاب الطہارت بحث تعریف سنت میں ہے:

''اَلْمُخْتَار اَن الْأَصْلُ الْإِبَاحَةُ عِنْدَ الْجُمْهُورِ مِنْ الْحَنَفِيَّةِ وَالشَّافِعِيَّة''(۱)

یعنی جمہور حنفی وشافعی کے نزدیک یہی مسئلہ ہے کہ شئی کی اصل مباح ہے۔

فرمائیے حضرت! کیا فرماتے ہیں؟ اور آپ کا یہ کہنا کہ مدارس کے قیام، اور روداد ورسید کی اشاعت کا ذکر اگر چہ صراحتاً قرآن وحدیث میں نہیں ہے لیکن اشاعت اسلام وتبلیغ دین کا حکم تو ہے۔

لہذا قیام مدرسہ اور روداد ورسید کی اشاعت تبلیغ دین واشاعت اسلام کے حکم میں داخل ہے۔

ماشاء اللہ آپ نے خوب فرمایا اور صحیح فرمایا اگر ہم بھی قیام میلادی کے بارے میں یہ کہہ دیں کہ قرآن و حدیث میں اگر چہ صراحۃً اس کا ذکر نہیں ہے لیکن حضور رسالت مآب ﷺ کی تعظیم وتکریم کا حکم تو ہے اور اس حکم میں قیام میلادی بھی داخل ہے۔ کیوں کہ قیام میلادی تعظیم رسول ﷺ کی واضح وبین علامت ہے ۔تو یہ کیوں بدعت وحرام ہو جاتا ہے۔

عوام کی طرف مخاطب ہو کر مولانا کلیمی نے فرمایا: اے ہمارے علاقائی بھائیو! مسائل سمجھنے کی کوشش کیجیے آج جس مقصد کے لیے یہاں تشریف لائے ہیں وہ حل کر کے ہی اٹھیے۔ ہمیں ظن غالب ہے کہ یہ لوگ مسائل نہ سمجھیں گے اور نہ سمجھنے آئے ہیں، ہمیشہ سے ان کا یہی دستور رہا ہے۔ ہمیں آپ کو سمجھانا ہے اور آپ کو سمجھنا ہے، اس کی یہی صورت ہے کہ نہایت سنجیدگی ومتانت سے ہر دونوں فریق کی باتیں سنیں اور غور وفکر کرنے کی کوشش کریں۔

اتنے میں عصر کی اذان ہوگئی مناظرہ بند کر دیا گیا اور نماز عصر کی تیاری شروع ہونے لگی۔

دوسری تقریر: نماز سے فراغت حاصل کرنے کے بعد دوبارہ مناظرہ کا پروگرام رکھا گیا۔اس دفعہ مولانا کلیمی نے یہ سوچا کہ بحث مغلق اور عوام کے لیے ناقابل فہم ہوتی جارہی ہے جس سے عوام کا کوئی فائدہ نہیں، بلاوجہ وقت ضائع ہورہا ہے اور نہ دیوبندی متکلم کوئی ایسی آیت پیش یا حدیث ہی پیش کررہے ہیں جس میں قیام کی ممانعت ہو۔ لہذا ہم ہی کیوں نہ قیام کے ثبوت میں احادیث طیبہ پیش

(۱) حاشیة ردالمحتار علی الدرا لمختار، مطلب الفرق بین النیة والقصد والعزم، ص: ۲۲۱

کردیں تاکہ عوام کو جلد از جلد فیصلہ کرنے کا موقع مل جائے۔

اس کے بعد مولانا کلیمی نے فوراً مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان فصل ثالث کی ایک حدیث پیش کی جس میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک خوش خبری سنائی:

''فقمت إليه ، وقلت له :بأبى أنت وأمى ، أنت أحق بها''۔(۱)

یعنی میں تو فورا کھڑا ہوگیا اور میں نے کہا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ ہی اس لائق ہیں۔

تو جب اس حدیث سے خوشی اور مسرت کے وقت قیام کرنا، دعا دینا، اور دادِ تبریک وتحسین پیش کرنا ثابت ہوگیا۔

تو کیا ہے کوئی آپ لوگوں میں سے جو حضور سرور کائنات ﷺ کی ولادت طیبہ اور آپ کی سیرت مبارکہ کے بیان کو برا جانتا ہو اور اس وقت روحانی کیف اور ایمانی سرور نہ محسوس کرتا ہو؟ تو اگر کوئی عاشق مصطفیٰ ﷺ فرط محبت، فرط سرور وکیف میں کھڑا ہو جائے اور آقائے نامدار وحبیب کردگار ﷺ کی

---

(۱) مناظر اہل سنت حضور کلیمی صاحب قبلہ نے صرف حدیث پاک کا وہ حصہ ذکر فرمایا جو محل استشہاد تھا۔ مکمل حدیث یوں ہے:'' وعن عثمان رضى الله عنه قال:ان رجالا من أصحاب النبى ﷺ حين توفى حزنوا عليه ، حتى كاد بعضهم يوسوس ، قال عثمان وكنت منهم ، فبينا أنا جالس مر على عمر وسلم ، فلم أشعر به ، فاشتكى عمر إلى أبى بكررضى الله عنهما ثم أقبلا حتى سلما على جميعا ، فقال أبو بكر :ما حملك أن لا ترد على أخيك عمر سلامه ؟ قلت :ما فعلت ، فقال عمر :بلى ، والله لقد فعلت. قال :قلت :والله ما شعرت أنك مررت ولا سلمت .قال أبو بكر:صدق عثمان ، قد شغلك عن ذلك أمر .فقلت أجل .قال:ما هو ؟ قلت :توفى الله تعالى نبيه ﷺ قبل أن نسأله عن نجاة هذا الأمر قال أبو بكر :قد سألته عن ذلك فقمت إليه ، وقلت له :بأبى أنت وأمى ، أنت أحق بها .قال أبو بكر :قلت يا رسول الله ، ما نجاة هذا الأمر ؟ فقال رسول الله ﷺ من قبل منى الكلمة التى عرضت على عمى فردها ، فهى له نجاة "رواه أحمد ''۔(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، الفصل الثالث، حدیث:۴۱)

بارگاہ اقدس میں صلوۃ وسلام کا نذرانہ عقیدت ومحبت پیش کرے تو یہ کیسے بدعت وحرام ہو جائے گا۔جیسا کہ ابھی ابھی آپ حضرات نے حدیث شریف ملاحظہ فرمائی ۔ میں ان بے وفاؤں سے نہیں آپ حضرات کی عدالت سے فیصلہ چاہتا ہوں کہ کیا اس حدیث کی روشنی میں قیام میلادی کا ثبوت ملتا ہے یا نہیں؟ میں ان سے اس لیے نہیں دریافت کروں گا کہ یہ لوگ مسئلہ کی حقیقت جانتے ہیں، مانتے نہیں ہیں اور ضد اور ہٹ دھرمی ہمیشہ سے ان کا دستور رہا ہے۔ ہزار قرآن کے آیات واحادیث کریمہ کا عظیم دفتر ان کے سامنے کیوں نہ رکھ دوں یہ نہیں مانیں گے۔اس تقریر کا جو اثر مجمع پر ہوا وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔

دیوبندی متکلم کا جواب : مولانا کلیمی کی مذکورہ جامع تقریر سے دیوبندی علما پر عموما اور مولوی ظہیر الدین پر خصوصا جو سکتہ طاری ہوا وہ حاضرین ہی بتا سکتے ہیں۔ کچھ دیر تو سکتہ کا عالم رہا اس کے بعد کچھ سنبھلے بھی تو ایسا جواب دیا جو بالکل ناقص وغیر مکمل ہے۔ بہر حال فن صحافت اور ایک مرتب کی قلمی صداقت کا تقاضہ ہے کہ جانبین کے سوالات وجوابات کو من وعن نقل کر دے۔لہذا ذیل میں مولوی ظہیر الدین صاحب کا جواب ملاحظہ فرمایئے۔اور اگر بار خاطر نہ ہو تو سوال ومعارضہ سے تطبیق بھی دیتے جایئے۔مولوی ظہیر الدین صاحب نے فرمایا:

’’آپ نے جو حدیث پیش کی ہے اس میں’’ فقمت إليه ‘‘ کا معنی ’’میں بڑھا‘‘ ہے یعنی قیام کرنا اور ٹھیٹ ہندی میں میں کھڑا ہوا نہیں ہے۔علاوہ ازیں آپ لوگ قیام کے ثبوت میں یہ حدیث پیش نہیں کرتے ہیں بلکہ مشکوۃ شریف کی یہ حدیث ’’قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُم‘‘ بیان کرتے ہیں، جس سے انصار کے سردار کی امداد کرنا مقصود ہے نہ کی سردار کی تعظیم کرنا کیوں کہ اس وقت حضرت سعد جو انصار کے سردار تھے جن کا ذکر اس حدیث میں ہے، بیمار تھے جن کی امداد واعانت کے لیے حضور ﷺ نے

---

(۱) دیوبندی مولوی نے حدیث پاک کا جو حصہ ذکر کیا وہ مکمل حدیث اس طرح ہے:

’’عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ:لَمَّا نَزَلَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيه فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ فَجَاءَ فَجَلَسَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ =

ارشاد فرمایا تھا’’ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُم ‘‘(۱) یعنی اپنے سردار کی مدد کے لیے آگے بڑھو۔

مولانا کلیمی کی طرف سے تعاقب: اس جواب کا مولانا کلیمی نے جو تعاقب فرمایا ہے، وہ سننے کے لائق ہے جسکا جواب اب تک نہیں دیا جاسکا اور نہ کبھی اس کی امید ہی کی جاسکتی ہے سلسلہ وار تمام معارضات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) آپ نے جو’’ فقمت إليه ‘‘کا ترجمہ’’میں بڑھا‘‘ کیا ہے۔ ذرا یہ بتائیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیٹھ کر بڑھے یا سو کر بڑھے، یا کھڑے ہو کر بڑھے؟ مولانا کلیمی کا یہ کہنا تھا کہ سارا مجمع سرور انبساط سے جھوم گیا، جب کھڑے ہو کر بڑھے تو قیام کا ثبوت ہوا یا نہیں؟ اب آپ کیا چاہتے ہیں؟۔

(۲) ہم قیام کے ثبوت میں’’ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُم ‘‘پیش کریں یا نہ کریں فی الوقت جو حدیث ہم نے پیش کی ہے اس سے قیام کا ثبوت ہوتا ہے یا نہیں؟۔ضرور ہوتا ہے۔ اس مجمع سے دریافت کرلیجیے یا تو آپ یہ کہیں کہ یہ حدیث ہی نہیں ہے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ مشکوٰۃ شریف ہمارے اور آپ کے سامنے کھلی ہوئی ہے یا یہ کہیں کہ قیام کا مسئلہ واضح ہو گیا ہم قیام کے ثبوت کو مانتے ہیں، ہم نے قیام میلادی کو تسلیم کرلیا، ہمیں’’ قوموا الی سیدکم‘‘ میں لے جا کر الجھانا چاہتے ہیں تا کہ سادہ لوح عوام اصل حقیقت سے مطلع نہ ہو سکے۔ کہیے جدالمکرّم (جناب مظہرالحق صاحب)! اب بھی مسئلہ سمجھ میں آیا یا نہیں؟

(۳) آپ کیوں نہیں بولتے خاموش کیوں ہیں؟ کیا آپ کی تیاری صرف’’ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُم ‘‘ہی پر تھی۔ ماشاءاللہ! آپ صبح ہی سے براجمان ہیں، نہ جانے آپ نے کس کس پہلو پر غور وفکر کیا ہوگا۔ فقیر ابھی آیا ہے اور تنہا آیا ہے، نہ کوئی ساتھی ہے اور نہ کوئی معاون! یہ جو ہمارے صدر محترم حضرت مولانا مصلح الدین صاحب قادری ہیں، اتفاق سے تشریف لے آئیں ہیں، ورنہ یہ بھی نہیں ہوتے، ابھی ابھی کٹیا سے چلے آرہے ہیں۔ ہاں ہماری عوام اگر یہ کہے کہ اتمام حجت کے لیے’’ قوموا الی سیدکم‘‘ کے متعلق بھی کچھ کہہ دیجیے تو عرض کردوں! ورنہ قیام میلادی کا ثبوت حدیث سے

= قَالَ: فَإِنِّي أَحْكُمُ أَنْ تَقْتُلَ الْمُقَاتِلَةُ وَأَنْ تُسْبَى الذُّرِّيَّةُ .قَالَ: لَقَدْ حَكَمْتَ فِيهِمْ بِحُكْمِ المَلِك ‘‘.

(مشکوٰۃ المصابیح ،کتاب الجهاد ، باب حکم الاسراء ، الفصل الاول ، حدیث : ۳۹۶۳)

ہو چکا ہے جس کا جواب آپ سے اب تک نہیں بن پڑا۔ اتنے میں متعدد لوگوں نے کہا! مسئلہ سمجھ میں آ گیا بات ختم کرنے کے لیے اس حدیث کے بارے میں بھی کچھ فرما دیجیے ۔ تا کہ یہ نہ کہہ سکے کہ کچھ ایسی بھی حدیثیں ہیں جن سے قیام کی ممانعت ہوتی ہے۔ لہذا قیام نہیں کرنا چاہیے!

آپ کا یہ کہنا کہ اس حدیث (قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُم) سے قیام امداد مراد ہے یہ کہاں سے کہہ دیا ہے کہیں اس کا ثبوت بھی ہے؟ یا ایسے ہی کہہ دیا! آیئے محدثین کرام وشارحین حدیث اس حدیث کی کیا تشریح کرتے ہیں معلوم کریں۔

صاحب مرقات حضرت ملا علی قاری (۱)، صاحب مجمع البحار (۲)، محدث عبدالحق دہلوی (۳)، اور امام نووی شارح مسلم شریف (٤)، جو اساطین علم حدیث ہیں جن کو بلا تفریق مذہب وملت سب مانتے ہیں۔ حوالجات میں ان کی تصنیفات کو پیش کرتے ہیں، یہ لوگ اپنی کتابوں میں یہ تصریح فرما چکے ہیں کہ اس حدیث سے قیام تعظیمی کا ثبوت ملتا ہے۔

آیئے! اختصار کے ساتھ صرف ایک حوالہ جو مشکوۃ شریف کے حاشیہ کا ہے جس کی طباعت و

(۱) قَالَ النَّوَوِيُّ :فِيهِ إِكْرَامُ أَهْلِ الْفَضْلِ وَتَلَقِّيهِمْ وَالْقِيَامُ لَهُمْ إِذَا أَقْبَلُوا وَاحْتَجَّ بِهِ الْجُمْهُورُ، وَقَالَ الْقَاضِي عِيَاضٌ :لَيْسَ هَذَا مِنَ الْقِيَامِ الْمَنْهِيِّ عَنْهُ، وَإِنَّمَا ذَاكَ فِيمَنْ يَقُومُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ جَالِسٌ، وَيَتَمَثَّلُونَ قِيَامًا طُولَ جُلُوسِهِ، وَقِيلَ :لَمْ يَكُنْ هَذَا الْقِيَامُ لِلتَّعْظِيمِ، بَلْ كَانَ لِلْإِعَانَةِ عَلَى نُزُولِهِ لِكَوْنِهِ وَجِعًا، وَلَوْ كَانَ الْمُرَادُ مِنْهُ قِيَامَ التَّوْقِيرِ لَقَالَ :قُومُوا لِسَيِّدِكُمْ، وَيُمْكِنُ دَفْعُهُ بِأَنَّ التَّقْدِيرَ قُومُوا مُتَوَجِّهِينَ إِلَى سَيِّدِكُمْ، لَكِنَّالْأَوَّلَ أَظْهَر (مرقاۃ مفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج:۷، کتاب الجهاد، باب الاسراء، ص:٤٦٦، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(۲) فيه استحباب القيام عند دخول الأفضل وهو غير القيام المنهى، لأن ذلک بمعنى الوقوف وهذا بمعنى النهوض . ليس هو القيام الذى يتعاهده الأعاجم تعظيمًا، وإنما كان سعد وجعًا لما رمى فى أكحله فأمرهم بالقيام ليعينوه على النزول من الحمار لئلا يتفجر عرقه بالاضطرار، ولو أراد التعظيم لقال:قوموا لسيدكم، وفيه نظر فإن "إلى "أقحم كأنه قيل قوموا واذهبوا إليه تلقيًا وكرامة يشعر به وصف السيادة، واحتج به الجماهير لإكرام أهل الفضل بالقيام إذا أقبلوا القاضى، وليس هو من القيام المنهى عنه إنما هو فيمن يقومون عليه وهو جالس ويمثلون قيامًا طول جلوسه ۔ مجمع بحار الانوار، جزء:۴، ص:۳۴۳، دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن، الہند =

اشاعت مبارکپور، بریلی یا گھوسی سے نہیں ہے بلکہ دیوبند سے ہوئی جو آپ کا مرکز عقیدت و محبت ہے کھولیے ''مشکوٰۃ شریف'' کا ص:۳۴۳،۳۰ جس میں یہ حدیث ہے اس کا حاشیہ نمبر ۸ پڑھ کر لوگوں کو سنا دیجیے، اب تو آپ کو کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہونا چاہیے۔ کیوں کہ یہ حاشیہ آپ ہی کے یہاں کا مطبوعہ ہے جہاں کے علما قیام کو بدعت وحرام کہتے ہیں اور ایسا کرنے والے کو گنہگار و بدکار اور بدعتی ہونے کا فتوی دیتے ہیں۔

دیوبند کا متکلم جب پڑھنے سے انکار کیا اور کافی اصرار کے باوجود بھی پڑھ کر سنانے کے لیے تیار نہ ہوئے تو مولانا کلیمی نے فرمایا:

''اگر آپ اس عربی حاشیہ کے پڑھنے میں کسی قسم کی گرفت کا اندیشہ کرتے ہیں تو اس کا اردو ترجمہ ہی پڑھ کر عوام کو سنا دیجیے تا کہ عوام یہ سمجھیں کہ آپ حق بول رہے ہیں؟ یا میں حق بول رہا ہوں؟''

امام نووی کی تشریح: اگر آپ اس کا اردو ترجمہ کرنے سے بھی گھبراتے ہیں تو میں ہی عربی عبارت مع ترجمہ سنا دیتا ہوں تا کہ لوگوں کو اس حدیث کا صحیح مطلب سمجھ میں آجائے۔ حاشیہ ہے:

''قال النووی فیه اکرام اهل الفضل وتلقیهم والقیام الیهم واحتج بهه

= (۳) وهم طیبی محی السنه نقل کرده اند جماهیر علما بایں حدیث بر اکرامِ اهل فضل از علم یا صلاح یا مشرف به قیام و امام محی السنه محی الدین نووی رحمة الله علیه گفته که ایں قیام اهل فضل را وقت قدوم آوردن ایشاں مستحب است و احادیث دریں باب ورود یافته و در نهی ازیں صریحاً چیزے صحیح نشده ۔ اشعۃ اللمعات، جلد:۴، ص:۱۷

(٤) فِیهِ :إِكْرَام أَهْل الْفَضْل وَتَلَقِّيهمْ بِالْقِيَامِ لَهُمْ إِذَا أَقْبَلُوا ، هَكَذَا احْتَجَّ بِهِ جَمَاهِير الْعُلَمَاء لِاسْتِحْبَابِ الْقِيَام ، قَالَ الْقَاضِي :وَلَيْسَ هَذَا مِنْ الْقِيَام الْمَنْهِيّ عَنْهُ ، وَإِنَّمَا ذَلِكَ فِيمَنْ يَقُومُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ جَالِس ، وَيَمْثُلُونَ قِيَامًا طُول جُلُوسه ، قُلْت:الْقِيَام لِلْقَادِمِ مِنْ أَهْل الْفَضْل مُسْتَحَبّ ، وَقَدْ جَاء فِيهِ أَحَادِيث ، وَلَمْ يَصِحّ فِي النَّهْي عَنْهُ شَيْء صَرِيح ، وَقَدْ جَمَعْت كُلّ ذَلِكَ مَعَ كَلَام الْعُلَمَاء عَلَيْهِ فِي جُزْء وَأَجَبْت فِيهِ عَمَّا تَوَهَّمَ النَّهْي عَنْهُ .وَاللَّه أَعْلَم ۔ المنہاج فی شرح صحیح مسلم بن الحجاج، کتاب الجہاد والسیر ،باب جواز قتال من نقض العہد، ص:۱۱۳۷۔

الجمھور''۔

یعنی امام نووی نے فرمایا کہ اس حدیث سے بزرگوں کی تعظیم، ان سے ملنا، ان کے لیے کھڑا ہونا ثابت ہے۔ جمہور علما نے اس سے دلیل پکڑی ہے۔(۱)

فرمایئے! اس حدیث سے بھی قیام کا ثبوت ہوا یا نہیں؟ اب بھی مان لیجیے اور ماسبق بیانات سے توبہ کر لیجیے، عوام کو دھوکہ دینے کے لیے حدیث کا من مانا ترجمہ ومفہوم نہ بتایئے۔ کچھ بھی تو قیامت کا خوف کیجیے۔ اس کے علاوہ بھی کسی قسم کا شک ہو تو دور کر لیجیے۔ ممکن ہے آئندہ موقع نہ ملے اور آپ علاقہ میں پہونچ کر غلط پروپیگنڈہ نہ کر سکیں کہ قیام کا مسئلہ واضح نہ ہوا۔

مناظرہ کا دوسرا پہلو: دیوبندی علما جب مولانا کلیمی کے اعتراضات اور علمی استدلالات کے جواب دینے سے قاصر رہے تو انھوں نے مناظرہ کا اب دوسرا پہلو اختیار کیا۔ اس لیے نہیں کہ ہمارے ذہن میں جو شکوک وشبہات ہیں وہ دور کر لیے جائیں بلکہ اس لیے کہ مولانا کلیمی ذیلی و ضمنی بحثوں میں الجھا دیئے جائیں تاکہ عوام کے سامنے ہماری کم مائیگی واضح نہ ہو سکے لیکن نادان کو اتنی بھی خبر نہیں کہ ہم کس سے مناظرہ کرنے چلے ہیں۔ قد وقامت، جسم وجثہ اور عمر کے لحاظ سے تو ضرور مختصر معلوم ہوتے ہیں لیکن علمی وفنی صلاحیت کے اعتبار سے بالکل برعکس ہیں جو زمانہ طالب علمی ہی میں چند اہم اختلافی موضوعات پر مناظرہ کر کے اپنے اساتذہ کی طرف سے '' فاتح '' جیسے عظیم وزریں لقب سے سرفراز ہو چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا کلیمی اپنے کو '' فاتح القادری'' بھی لکھتے ہیں۔ یعنی دیوبندی متکلم مولانا کلیمی کے تعاقب سے نجات حاصل کئے بغیر ایک حدیث پیش کی جس میں حضور ﷺ نے کسی صحابی کو قیام کرنے سے منع فرمایا ہے اور یہ دریافت کیا کہ بتایئے آپ لوگ قیام کو جائز و مباح کہتے ہیں لیکن اس حدیث سے صراحتہ قیام کی نفی ہوتی ہے۔

مولانا کلیمی نے فرمایا:

'' جہاں قیام کی نفی میں حدیثیں ہیں وہیں قیام کے ثبوت میں بھی حدیثیں موجود ہیں۔ اگر بار خاطر نہ ہو تو میں ایک حدیث پیش کر دوں جس میں تعظیماً حضور ﷺ کے لیے قیام کیا گیا ہے۔ نیز اس

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الجہاد، باب حکم الاسراء، ص:۳۵۶، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔

حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام جب حضور ﷺ کو دیکھتے تو فورا کھڑے ہوجاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ آقاے دوعالم ﷺ صحابہ کے نظروں سے غائب نہ ہوجاتے ۔کھو لیے مشکوٰۃ شریف باب القیام ص ۴۰۳ جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی المولی تعالی عنہ سے مروی ہے:

''فَإِذَا قَامَ قُمْنَا قِيَامًا حَتَّى نَرَاهُ قد دخل بعض بيُوت أَزْوَاجه''۔ (۱)

یعنی جب حضور ﷺ مجلس سے اٹھتے تو ہم لوگ بھی کھڑے ہوجاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ حضور رسالت مآب ﷺ کسی بیوی پاک کے گھر میں تشریف نہ لے جاتے ۔ فرمایئے! جناب اس حدیث سے قیام کا ثبوت ہوتا ہے یا نہیں؟۔

ازالہ اوھام : مولانا کلیمی کے اس مسکتانہ جواب پر دیوبندی متکلم بالکل تلملا سے گئے اور یہ فرمایا کہ:

'' اس حدیث سے قیام کا ثبوت نہیں ملتا ہے کیوں کہ جب چند آدمی ایک مجلس میں بیٹھیں گے اور جب مجلس کا اختتام ہوگا تو لازماً سب اپنے اپنے گھر جانے کے لیے کھڑے ہوں گے تو یہ کھڑا ہونا تعظیم کے لیے نہیں ہوگا بلکہ گھر جانے کے لیے ہوگا۔ یہی صورت اس حدیث میں بھی ہے۔

مولانا کلیمی نے اس کے جواب میں فرمایا:

'' کاش! آپ حدیث کے الفاظ پر غور کر لیے ہوتے اگر گھر جانے کے لیے مجلس سے کھڑے ہوگئے تو یہ کیا ضروری ہے کہ حضور ﷺ کے کھڑے ہوتے ہی فورا صحابہ کرام کھڑے ہوجائے''۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر یہ کھڑا ہونا تعظیم کے لیے نہیں تھا تو صحابہ کرام کا اس وقت تک کھڑا رہنا جب تک کہ آقاے دوعالم ﷺ نظروں سے غائب نہ ہوجاتے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ بلا شبہ ماننا پڑے گا کہ صحابہ کرام کمال تعظیم میں حضور اکرم ﷺ کا قیام کرتے تھے اور یہ بالکل موافق سنت ہے۔ ہاں

---

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ مَعَنَا فِي الْمَسْجِدِ يُحَدِّثُنَا فَإِذَا قَامَ قُمْنَا قِيَامًا حَتَّى نَرَاهُ قد دخل بعض بيُوت أَزْوَاجه. (مشکوٰۃ المصابیح ، کتاب العلم ، باب القیام،حدیث: ٤٧٠٥)

!اگر مزید سمجھنا چاہتے ہیں تو ایک اور حدیث سماعت فرما لیجیے۔حدیث میں آیا ہے:

’’وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا‘‘۔اخرجه ابو داؤد في سننه۔(۱)

یعنی جب سید عالم ﷺ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو حضرت خاتون جنت حضور کی تعظیم کے لیے کھڑی ہو جاتیں، حضور کے دست مبارک چومتی تھیں، اور اپنی جگہ بٹھاتی تھیں، اس حدیث کو ابو داؤد نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔

فرمائیے محترم! اب بھی شبہ ہے کہ قیام کا ثبوت حدیث سے نہیں ہے۔اب کبھی ایسا نہ کہیے گا۔ عوام جان چکی ہے عوام کو اب زیادہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے، وہ خوب سمجھ رہی ہے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔

آئیے اس حدیث کا جواب گوش گزار کردوں جس سے ظاہراً قیام کی نفی ہورہی ہے، جب ہماری پیش کردہ حدیثوں سے قیام کا ثبوت روز روشن کی طرح واضح ہوگیا تو اب وہ حدیث جس سے ظاہراً قیام کی نفی ہوتی ہے۔اس کو عجز وانکساری پر محمول کیا جائے گا یعنی چوں کہ قیام میں تعظیم وتکریم وعزت وتوقیر ہوتی ہے جس کو حضور ﷺ نے اپنے لیے انکساراً منع فرمایا ہے۔جیسا کہ اگر کوئی مجھ سے پوچھے: آپ کون ہیں؟ تو میں صرف اتنا جواب دوں گا کہ لوگ مجھ کو عبد المنان کلیمی ابن حافظ حکیم عبد الشکور صاحب کہتے ہیں لیکن اگر اتنا ہی سوال کوئی میرے شاگرد سے کر کے دیکھے تو وہ کیا جواب دیتا ہے۔حال یہ ہے کہ جو جس منصب کا ہوتا ہے وہ بھی نہیں بیان کرتا بلکہ اس سے کمتر درجے کے الفاظ کا ذکر کرتا ہے۔مثلا: لوگ اپنے بارے میں حقیر فقیر سراپا تقصیر فلاں کہتے ہیں تو کیا اس کا یہی تقاضا ہے کہ اس کو انہیں الفاظ سے یاد کیا جائے؟ بس یہی صورت یہاں بھی ہے کہ حضور ﷺ قیام کرنے میں خود نمائی

---

(۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَشْبَهَ سَمْتًا وَهَدْيًا وَدَلًّا .وَفِي رِوَايَةٍ حَدِيثًا وَكَلَامًا بِرَسُولِ الله ﷺ مِنْ فَاطِمَةَ كَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ إِلَيْهَا فَأَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِي مجلسِها .رَوَاهُ أَبُو دَاوُد۔(مشكوٰة المصابيح ،كتاب الآداب ،باب المصافحه و المعانقه،حدیث: ۴۶۸۹)

وخودستائی سمجھتے تھے جس کو حضورﷺ پسند نہیں فرماتے تھے اس لیے حضور نے قیام سے منع فرمایا ہے اور وہ قیام جو عجمی بادشاہوں کے لیے کیا جاتا تھا۔

لیکن صحابہ کرام جانتے تھے کہ آقاے دوعالمﷺ انکساراً فرمارہے ہیں۔لہذا اصحابہ کرام حضور کی تعظیم کے لیے قیام کرتے تھے اور کسی کو منع نہیں فرماتے تھے۔گویا کہ قیام صحابہ کی بھی سنت ہے اور آقاے دوعالمﷺ کا بھی حکم ہے۔اگر اس مسئلہ کو اور واضح انداز میں سمجھنا چاہتے ہیں تو سن لیجیے!

حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے متعلق فرمایا تھا:

’’لآاِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ‘‘۔[۱]

یعنی اے رب! تو ہی معبود ہے، تیری ہی تسبیح ہے، بے شک میں ظالم ہوں۔

تو کیا آپ ہم بھی حضرت یونس علیہ السلام کو ظالم کہیں گے؟۔ذرا کہہ کر دیکھیے! اس کے بعد دارالعلوم دیوبند سے فتوی حاصل کر لیجیے۔معلوم ہو جائے گا۔بس یہی صورت یہاں بھی ہے۔امید قوی ہے کہ اب بھی آپ مان لیں گے۔

دیوبندی مناظر کا اعتراض اور اس کا جواب: مولانا ظہیر الدین صاحب نے فرمایا کہ:

’’ اصول حدیث کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ جب قولی وفعلی حدیثوں میں تعارض ہو تو قولی حدیث کو ترجیح دی جائے گی اور جو حدیث میں نے پیش کی ہے وہ قولی ہے۔لہذا میری پیش کردہ حدیث کو ترجیح ہوگی اور اسی پر عمل بھی کیا جائے گا۔‘‘

اس کا جواب مولانا کلیمی نے اس طرح دیا کہ مجھ کو چکما دینے کی کوشش نہ کیجیے۔کچھ میں بھی معلومات رکھتا ہوں۔یہ اس وقت ہے جس وقت دو متعارض حدیثوں میں تطبیق کی کوئی صورت نہ نکلتی ہو اور یہاں تو واضح طریقہ سے تطبیق وموافقت کی صورت نکل رہی ہے جس کو ابھی میں نے نہایت شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔اگر اسی تطبیق پر جو میں نے بیان کیا ہے، اعتماد ویقین نہ ہو تو آیئے محدثین کرام وشارحین حدیث کی تطبیقات عرض کروں جس سے میرے دعوی کی تائید ہوتی ہیں۔

---

(۱)سورۃ الانبیاء، آیت:۸۷

چناں چہ شیخ محدث عبدالحق ترجمہ مشکوٰۃ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں:

''حاصل آں کہ قیام و ترک قیام بحسب زمانی و احوال واشخاص مختلف کردد و ازیں جا است کہ گاھے کردند گاھے نہ کردند''۔(۱)

خلاصہ : یہ ہے کہ قیام تعظیمی کرنا اور نہ کرنا زمانہ اور حالات اور اشخاص کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے اسی طرح صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے لیے کبھی قیام کیا اور کبھی نہیں کیا۔

اور حضرت شیخ نے تو صراحت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے کہ جہاں قیام کی نفی ملتی ہے وہاں عجز وانکسار کے طور پر نفی مانی جاسکتی ہے۔ علاوہ ازیں فتاوی شامی وفتاوی عالمگیری جس کو سب مانتے ہیں اور فتاوی دیتے ہیں۔ اس میں صاف صراحت کے ساتھ درج ہے کہ استاذ، پیر، بزرگ اور ماں وباپ کے لیے قیام کرنا مسنون ومندوب ہے۔ اطمنان قلب کے لیے فتاوی عالم گیری کی عبارت حاضر ہے۔ اس کے بعد فوراً مولانا کلیمی نے عالمگیری کھول کر کتاب الکراہۃ، باب ملاقات الملوک کی مندرجہ ذیل عبارت پڑھ کر سنائی:

''تَجُوزُ الْخِدْمَةُ لِغَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى بِالْقِيَامِ وَأَخْذِ الْيَدَيْنِ وَالِانْحِنَاءِ ''(۲)

ترجمہ: غیر خدا کی عظمت کرنا کھڑے ہوکر، مصافحہ کرکے، جھک کر، ہر طرح جائز ہے۔

اب بتایئے! ان محدثین وفقہا کے نزدیک آپ کی قولی حدیث تھی یا نہیں؟

اب میں عوام سے پوچھتا ہوں کہ مسئلہ قیام روز روشن کی طرح واضح ہوا یا نہیں؟ اتنا کہنا تھا کہ ''ہاں، ہاں'' کی صدائیں بلند ہوئیں۔ اور جن کے رگ وپے میں قیام دشمنی سرایت کی ہوئی تھی وہ مارے شرم وحیا سے سر نیچے کیے راہ فرار تلاش کر رہے تھے۔ اگر آپ کو یقین نہ ہو تو وہاں کے حاضرین سے معلوم کرسکتے ہیں۔

اعتراف حقیقت : جب مولانا کلیمی کی فاضلانہ تقریر ختم ہوئی تو مولوی ظہیر الدین صاحب نے حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا:

---

(۱) اشعۃ اللمعات، جلد:۴، ص:۱۷

(۲) الفتاویٰ الہندیہ معروف بہ فتاویٰ عالمگیری دار الکتب العلمیہ، کتاب الکراہۃ، باب ملاقاۃ الملوک الخ، ص:۴۴۹۔

''مولانا یہ تو صحابہ کرام کی شان تھی ۔ایسا تو ہونا ہی چاہیے تھا لیکن صحابہ کرام حضورﷺ کے لیےاس وقت قیام کرتے تھے جب حضور باحیات تھے۔حضوران کے سامنے ہوتے تھے،۔وہ لوگ حضور کو دیکھتے تھے بخلاف قیام میلادی کہ یہاں نہ حضورﷺ موجود ہیں نہ شرکاے میلاد حضور کو دیکھ رہے ہیں تو پھر قیام کرنا کیسا؟''۔

مولانا کلیمی کا محققانہ جواب اور مناظرہ کا اختتام: مولانا کلیمی نے دیوبندی مناظر کے کلام کا ایسا شاندار تعاقب فرمایا ہے جس کو وہ ہمیشہ تک یاد کرتے رہیں گے۔

مولانا کلیمی نے فرمایا:

'' ابھی ابھی دیوبندی متکلم کی زبانی آپ حضرات نے سنا ہے کہ صحابہ کرام حضورﷺ کے لیے قیام کیا کرتے تھے اور یہ صحابہ کے شایان شان ہے۔عشق ومحبت کا یہی تقاضا ہے۔کاش! یہ پہلے ہی مان چکے ہوتے اور تسلیم کر لیتے تو اتنی دیر صرف اتنی بات پر نہ ہوتی کہ قیام کا ثبوت احادیث سے ملتا ہے اور صحابۂ کرام نے قیام کیا ہے یا نہیں! آپ کو معلوم ہے انہوں نے کیوں اعتراف کرلیا صرف اس وجہ سے کہ اب ان کے پاس کوئی ایسا پہلو نہیں رہ گیا ہے جس کو فرار کے لیے استعمال کیا جاسکے ورنہ کبھی بھی یہ قیام کے ثبوت کو نہ مانتے۔رہا ان کا یہ کہنا کہ آپ حضرات میلاد میں کیوں قیام کرتے ہیں؟ جبکہ حدیث سے اس قیام کا ثبوت ملتا ہے جو حضورﷺ کے سامنے کیا گیا ہے۔

اس وہم کا ازالہ چند صورتوں سے کیا جاسکتا ہے:

(۱) پہلی بات یہ ہے کہ آپ قیام میلادی کو ''عفو'' کہہ چکے ہیں یعنی اگر کسی نے قیام میلادی کر لیا تو وہ گنہگار نہیں ہوگا؛ کیوں کہ وہ معاف ہے اور جو چیز '' عفو '' کے درجے میں ہوگی وہ بدعت نہیں ہوگی؛ کیوں کہ بدعت گناہ اور کرنے والا گنہگار ہوتا ہے۔اس کی پوری بحث ص/۱۳ پر گزر چکی ہے اگر ذہن میں نہ ہو تو دوبارہ ملاحظہ فرمالیں۔

(۲) ہم نے سب سے پہلے جو حدیث پیش کی ہے وہ قیام میلادی کے لیے کافی ووافی ہے جس کی پوری تفصیل ص/۱۶ پر دی جاچکی ہے۔

(۳) گویا کہ آپ کے نزدیک کسی کی تعظیم کے لیے معظم (جس کی تعظیم کی جائے) کا سامنے

ہونا ضروری ہے حالاں کہ یہ نظریہ خلاف عقل بھی اور خلاف شرع بھی ہے۔آیئے !احادیث طیبہ واقوال علما کی روشنی میں اس کی وضاحت کردیں۔ تعظیم وتکریم کا تعلق اصل میں ''دل'' سے ہے۔ہاں اس کا ظہور اعضائے انسانی واعمال بدنی سے ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ کوئی کسی کی تعظیم وتکریم ہزار اپنے اعضاء سے کرے وہ صحیح معنوں میں اس کی تعظیم نہیں کی ؛ کیوں کہ اس کے دل میں معظم کی طرف سے بغض و کینہ ہے۔اسی طرح اولاد ہزار والدین کی عزت وتکریم کا دم بھرے لیکن اولاد نے والدین کی خدمت نہیں کی ،اس کی ضرورتوں کو پوری کرنے کا فریضہ انجام نہیں دیا تو وہ اولاد نا فرمان و نا خلف ہی سمجھی جائے گی۔

اس مختصر سی تمہید کی روشنی میں یہ واضح ہو گیا کہ تعظیم وعزت کا تعلق یہ اصل میں دل سے ہے اور اس کا ظہور عمل سے ہوگا۔بعینہ یہی حال قیام میلادی کا ہے کہ عاشقان مصطفیٰ ﷺ جہاں حضور کی تعظیم وتکریم اپنے قلوب سے کرتے ہیں وہیں اس کا مظاہرہ اپنے اعضائے جسمانی سے کرتے ہیں کیوں کہ عرف میں قیام کو تعظیم کا اہم طریقہ سمجھا گیا ہے۔اس وجہ سے قیام نہیں کرتے ہیں کہ حضو آقائے دوعالم ﷺ تشریف فرما ہیں اور اس کا تصور تو اسلام میں بھی ملتا ہے۔

ترمذی شریف میں وارد ہے حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

'' إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلاَ تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ ، وَلاَ تَسْتَدْبِرُوهَا ''۔(۱)

(ترجمہ)جب تم لوگ پائخانہ پیشاب کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ اور پشت نہ کرو۔

غور کیجیے کہ قبلہ ہمارے سامنے نہیں ہے پھر بھی تعظیماً استقبال واستدبار کی ممانعت ہے۔

اسی طرح مشکوۃ واشعۃ اللمعات کے مقدمہ میں امام مالک رضی اللہ عنہ کے احوال میں لکھتے ہیں کہ آپ جب حدیث بیان فرماتے تو غسل کرتے عمدہ لباس پہنتے خوشبو لگاتے اور نہایت ہیبت ووقار سے بیٹھتے تھے۔

---

(۱) عَنْ أَبِى أَيُّوبَ أَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ: إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلاَ تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلاَ تَسْتَدْبِرُوهَا بِبَوْلٍ وَلاَ غَائِطٍ وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا .قَالَ أَبُو أَيُّوبَ: فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيضَ قَدْ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ عَنْهَا وَنَسْتَغْفِرُ اللَّهَ قَالَ نَعَمْ. (صحيح مسلم دار الكتب العلميه ، بيروت ، كتاب الطهارة ، باب الاستطابه ،حديث: ٢٦٤)

اب فرمائیے! مذکورہ حوالجات میں کہاں معظم (جس کی تعظیم کی جائے) سامنے موجود ہے اس کے باوجود بھی تعظیم وتکریم کا حکم دیا جارہا ہے اور جن کے دل میں عشق رسول ﷺ کا جذبہ ہے وہ تعظیم وتکریم کا اعلیٰ نمونہ پیش کررہے ہیں۔ کیا فتویٰ لگائیں گے امام مالک کے متعلق جو سید المحدثین ہیں؟۔ کیا آپ بھی ان سے زیادہ حدیث جانتے ہیں؟

تو اگر محفل پاک میں ذکر ولادت کے وقت حضور ﷺ کی تعظیم وتکریم کے لیے کوئی عاشق قیام کرے اور صلوٰۃ وسلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کرے تو یہ کیسے ناجائز وحرام اور بدعت ہوجائے گا۔

اگر بار خاطر نہ ہو تو چند ایسے اساطین دین وملت کا نام پیش کرتا ہوں جنھوں نے صراحتاً ذکر ولادت کے وقت قیام کو مندوب ومستحسن فرمایا ہے۔ وہ ہے علامہ ابن حجر عسقلانی وعلامہ سیوطی۔ اگر آپ کے پاس علم ومطالعہ ہے تو حوالجات تلاش کرلیجیے۔ ورنہ خط سے مطلع کیجیے گا۔ ان شاء اللہ جواب سے باخبر کروں گا اور اس بارے میں تو علامہ سبکی (۱) جن کو غیر مقلدین کے عظیم پیشوا مولوی نذیر حسین نے ''مجتہد علی الاطلاق'' لکھا ہے (۲) اور حاجی امداد اللہ صاحب (۳) کا قول تو مشہور ومعروف ہے کہ ان

(۱) امام تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ کے پاس علمائے کرام کا مجمع موجود تھا کہ کسی نعت خواں نے دو اشعار پڑھے:

'' **فعند ذلک قام الإمام السبکی و جمیع من بالمجلس فحصل أنس عظیم بذلک المجلس**'' (تفسیر روح البیان، جلد:۹، ص:۵۶، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

تو اس وقت امام سبکی اور تمام حاضرین مجلس کھڑے ہوگئے اور اس محفل میں بہت لطف آیا۔

(۲) اقامۃ القیامۃ فی علیٰ طاعن القیام لنبی تھامۃ، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، ص:۳۳۔ لیکن اس رسالہ میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے مولوی نذیر کی طرف سے امام سبکی کے لیے لکھے گئے لقب یہ تحریر فرمایا'' **الامام الجلیل المجتهد الکبیر** ''۔

(۳) حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے ذکر ولادت کے وقت قیام کے تعلق سے مصنف ''انوار ساطعہ'' کو اپنے مکتوب میں یہ تحریر فرمایا:

''میں خود مولود شریف پڑھواتا ہوں اور قیام کرتا ہوں اور ایک روز میرا یہ حال ہوا کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے مگر میں بے خبر کھڑا رہ گیا بعد دیر کے مجھ کو ہوش آیا تب بیٹھا''۔ (انوار ساطعہ در بیان مولود وفاتحہ مخرجہ، ص:۵۶۹، مطبوعہ رضوی کتاب گھر)

لوگوں کے نزدیک ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا جائز و مستحسن و باعث وخیر و برکت ہے۔اتنے میں مغرب کی اذان ہوگئی مناظرہ کے اختتام کا اعلان کر دیا گیا۔

آخری گزارش : اب بھی کوئی صاحب نہ سمجھے ہوں تو اس کتاب کا بغور مطالعہ کریں۔اور ہر دونوں فریق کے سوالات و جوابات کو ملائیں،ان شاءاللہ حقیقت خود سامنے آجائے گی۔

ہمیں امید ہے کہ اب اس علاقہ کے مسلمان بھائی خصوصاً جناب مظہر الحق صاحب قیام کے بارے میں ناجائز وحرام کا فتوی نہ دیں گے۔اور نہایت سنجیدگی ومتانت کے ساتھ اس مختصر رسالہ سے روشنی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ **و ما علینا الاالبلاغ** ۔

فقط والسلام

محمد مصلح الدین قادری

مدرس مدرسہ مخدومیہ لطیفیہ بھدرسہ ضلع فیض آباد، یوپی

بتاریخ ۵/مئی ۱۹۷۸ء

فخر ملت فاؤنڈیشن: ایک تعارف

ملک نیپال ایسا ملک ہے جہاں اہل ہنود کا غلبہ ہے لیکن دین اسلام بھی کئی صدیوں سے اس کفرستان میں جلوہ فگن ہے اس درمیان ہمارے بزرگان دین و اولیائے کاملین نے دین اسلام کی خوب خوب اشاعت و تبلیغ کی جس کے سبب آج ملک نیپال میں مسلمان بھی ایک خاص تعداد میں موجود ہیں ہمارے بزرگان دین نے اپنے اپنے دور میں اور اپنے اپنے زمانہ کے لحاظ سے دین متین کی خدمات سے اسلام وسنیت کو زندہ و تابندہ رکھا لیکن حالیہ دور کا تعلق تحریر وقلم سے کچھ زیادہ ہے کیوں کہ اس دور میں افکار فاسدہ پر مشتمل کتابیں اور خیالات کاسدہ کو شامل لیٹریچر اور میگزین کے ذریعہ لا دینیت اور بد مذہبیت کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ اس لئے ضرورت ہوئی ایک ایسی کیڈمی اور ایک ایسے فاؤنڈیشن کی جو کتابوں، لیٹریچر اور مضامین کی اشاعت کر کے لادینیت اور بد مذہبیت کی راہ میں رکاوٹ پیدا کر کے اسے نیست و نابود کر دے اور اسلام وسنیت کا خوب خوب فروغ ہو۔

الحمد للہ علی احسانہ اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے ملک نیپال سے ذریعہ معاش کے لئے دوحہ قطر میں آئے ہوئے چند حساس حضرات نے "فخر ملت فاؤنڈیشن" کی بنیاد رکھی۔

اغراض ومقاصد: اس فاؤنڈیشن کے اغراض ومقاصد اس کے پس منظر سے واضح ہیں پھر بھی ذیل میں اختصاراً ذکر کیا جا رہا ہے۔

(۱) تحقیقات سرمایہ اہل سنت یعنی علمائے اہل سنت کی معیاری کتب کی اشاعت وطباعت۔

(۲) یوں تو کسی بھی زبان کی کتاب مقاصد میں شامل ہیں جو اصلاح عقائد و معمولات اہل سنت اصلاح اعلام و اصلاح معاشرہ کی باعث ہو۔

فاؤنڈیشن کا تعارف اور اس کے اغراض ومقاصد آئندہ باتفصیل ذکر کئے جائیں گے۔ امید ہے کہ بزرگان دین کی نگاہ التفات اور اہل خیر وصاحب ثروت حضرات کی توجہ خاص سے فاؤنڈیشن اپنی ترقی کی منزلیں طے کرتے ہوئے قوم وملت کی صحیح خدمات انجام دے گا۔

المعلن: فخر ملت فاؤنڈیشن، حالیہ پتہ: دوحہ قطر

رابطہ: +97433305453/+97477413117